١٨٩٤-١٨٣٦

عنوان

١١

م ٢٧٥٤

ترجمۂ شاستر دیبی بزروانڑ نتنڑ بابت جنگ گورے بھیرون جی و
مہلاجہ رام چندر جی بمقام ہنگلاج منظوم کردہ محمدؐ عبد اللہ
ہیڈ کانسٹبل متعینۂ کوتوالی شہر آگرہ
ساکن قصبۂ جلیسر ضلع ایٹہ محلہ افغانان

مع تصاویر

۱۸۹۸ء

بھیرون بجے

مطبع امان پریس آگرہ مین چھپا

اشتہار

اس کتاب کا حق تصنیف مصنف نے محفوظ رکھا ہے کسیکو نہین دیا اور نیز کتاب ہذا حسب منشاء قانون بست و پنجم ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ عیسوی داخل رجسٹری سرکار انگلشیہ ہو گئی ہے - لہذا کوئی صاحب بلا اجازت مصنف کے قصد چھاپنے ہندی یا اردو کا نفرماوین یعنی ترجمہ بھی اسکا ہندی مین نکرین فائدہ سمجھ کر نقصان نہ اوٹھاوین جسقدر جلدون کی ضرورت ہووے درخواست اپنی بر مکان لالہ نراین خزانچی پولس سکنہ محلہ سیٹھ گلی آگرہ بنام مشتہر یا بنام لالہ صاحب موصوف کے بھیجدیوین کہ بسبیل پارسل قیمت طلب روانہ کردیجاویگی اور جو کتب کسی جگہ بلا دستخط و مہر مصنف کے پائی جاویگی وہ مال مسروقہ شمار کیجاویگی - فقط

المشتہر

محمد عبد اللہ ہیڈ کانسٹبل کوتوالی آگرہ

ترجمہ شاستر دیبی نژوانٹر تنتر بابت جنگ گورے بھیرون جی وجہارا
رام چندر جی بمقام ہنگلاج منظوم کردۂ محمد عبداللہ ہیڈ کانسٹبل
متعینۂ کوتوالی آگرہ ساکن قصبۂ جلیسر ضلع ایٹہ محلہ افغانان

مع تصاویر
بھیرون بجے

۱۸۹۸ء

مطبع امان پریس آگرہ مین طبع ہوا

یافتاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع حمد باری تعالیٰ و نعت رسول مقبول

لکھون پہلے حمد خدائے جہان	کہ ہے جسکے قبضہ مین کون ومکان
بھرا پہلے دیؤن سے سارا جہان	بشر بھیجکر پھر لیا امتحان
کہان حمد ہو اوسکی مجھ سے ادا	نہین لایق حمد ہے منہ مرا
کرون اب مین نعت پیمغبر بیان	محمد نبی شافع آستان
ہوا پیشتر آپکا سب سے نور	ہوا نور اقدس سے ہی سب ظہور
نکرتا جو پیدا وہ نور نبی	تو ظاہر نکرتا خدائی کبھی
لکھون وصف کس منہ سے اوس شاہ کا	کہ مداح ہو خاص جسکا خدا
بر اصحاب آن شاہ والا تبار	سلام رسانم بآن صد ہزار
بر اولاد بر آل وآن شہریار	درودے رسانم بدل صد ہزار

سبب تالیف کتاب و توصیف پنڈت ٹیکارام رمل شاستری کاشمیری وارد حال مندر سوئی کٹرہ شہر آگرہ

مین اب لون سمند قلم کی عنان	لکھون اپنے اک مہربان کا بیان
ہین پنڈت بڑی ذات مین برہمن	ہے کشمیر مین خاص اونکا وطن
بہت دن سے ہین وارد آگرہ	نہ طالع مین ناقص ہے کوئی گرہ

جو بوٹی کے کٹڑہ مین منڈا ہے ایک
ہوئے حال ہین کچھ وہ انسا اوداس
گئی ہے سٹرک جو سوے اسپتال
ملا ہی سٹرک سے او نہونکا مکان
سوا اسکے یہ اور سن لو ذرے
بس اب اونکا ظاہر کرون یا نہ نام
گرو کا بھی بتلاؤن اونکے پتا
زبان زد ہے اونکی سدا اسم رام
سوا اسکے بھیرونکا رکھتے ہین استہٹ
طریقہ مین اپنے وہ ہین بیمثال
گر دبر جمی انکی پوری درشنت
سوا اسکے رمال ہین دلپذیر
ہے اس فن مین انکا درخشان علم
مروت محبت کے گوہر ہین یہ
جو باتین ہین انکی وہ سب دلپذیر
تمناے دل اونکی ہے سربسر
اور اک بھائی اونکے جو ہین با ادب
رکھین اونسے بھیر دن جی انپی دیا
سنو ایکہ نکا یہ ہے ماجرا
خوشی تھا مہاراج کا جو مزاج
ہوئی رام وبھیرونسے تھی وانجو جنگ

رہے وان وہ عرصہ تلک مرد نیک
کر اب لیلیا اک مکان اوسکے پاس
رکھو وقت رفتن سوے جپ خیال
یہی خاص ہے اوس مکان کا نشان
وہ بیٹھک جو ہے اونکی ہے دودری
وہ مشہور ہین شہر مین ٹیکا رام
مین دون نام اونکا بھی سبکو بتا
ہین پنڈت بڑے گوری دت اونکا نام
کیا جس نے کل راچھسونکا ہی نشٹ
وہ رکھتے ہین ہر فن مین کسب وکمال
انھونکو بھی ہے گوری بھیرونکا اشٹ
نہین شہر مین کوئی انکی نظیر +
ہے تسدیس تثلیث زیر قلم +
لیاقت صداقت کے جوہر یہ ہ
طریقہ کے ہین اپنے کامل فقیر
ٹہنگ ناتھ رکھین کرم کی نظر +
وہ ہین جوتی پرشاد مشر بالقب
کرین اونپہ مصروف لطف وعطا
کہ مین پاس پنڈت کے موجود تھا
کہا سمت پچھم ہے اک ہنگلاج
گیا مجھ سے سب وہ بیان بیدرنگ

کہا مجھ سے پھر اسکو تو نظم کر
بہت اونسے انکار مین نے کیا
لیاقت نہین جب مجھے اسقدر
مین شعر و سخن کچھ نہین جانتا
ہے مشکل بہت شعر گوئی کا فن
مین علم عروضی سے ماہر نہین
سوا اسکے ہی کچھ نہ ہندی مین دخل
وہ بولے کہ ہم سب بتا دیوین گے
چھپائی بہت او نسے لیکن میری جان
بہت جبکہ اصرار اونکا بڑھا
کیا شاستر مین سے یہ انتخاب
لیا کھینچ جیب عطر نثر انثر تنتر عنہ
یہ ہے عرض اب پیش اہل سخن
جو معلوم ہو کوئی غلطی اگر
ہو احسان گر اسمین اصلاح دین
مین ہون لکھ چکا پیشتر اپنا حال
کرون اب مین اس ذکر کا اختتام
بخاطر ہمارے ہے اب عزم کر
کہ مین نظم کرنا نہین جانتا
بزرگون میں مشہور ہے یہ مگر
یونہین لے نے لیتا ہون کچھ یکبکا
کہون گر نہین مجھپہ اہل سخن
وے حکم عالی سے باہر نہین
یہین لون شاستر بھلا کیونکہ نقل
سب اردو مین تجھکو لکھا دیونگے
مگر وہ نمانے مرے مہربان +
تو ناچار پھر نظم کرنا پڑا
بدالنست اپنے لکھا لاجواب
بنی پھر تو یہ ایک نایاب نثر عنہ
نہ ہون منتظر میری وہ طعنہ زن
عنایت سے اپنی کرین درگذر
نہ کچھ طعن تشنیع مجھپر کرین +
نہ شعر و سخن مین ہے مجھکو کمال
سنو لگے قصہ کا مطلب تمام +

آغاز داستان احوال گورے بھیرون جی عرف ٹہنکناتھ مہچلیہ

بس اب یا نسے آغاز ہے داستان اسے شاستر ہندوونسے نکال	سنو گوری بھیرون کا آگے بیان سناتا ہون اب شاہ دیوانکا حال

اب اس جا پہ ہون سبکو دیتا جتا
مہا دیو کا لی جو ہین ذی حشم
کرون یا لسے اب خاص حلیہ بیان
کلان سر ہے اور ہاتھ رکھتے ہین چار
بیکدست سر مردم خوار ہے
سویم مین جو قدح دم غول ہے
مٹا دے نشان عدو بین ہین
سوا اسکے آنکھونکا ہے سرخ رنگ
الف دار سیندور کا جگمگا
گلے بیچ منڈونکی مالا ہے یون
ہین ترسان ولرزان سدا اوس سے بھوت
ہلا وے وہ غصہ سے جب سر کے بال
ہین بکھرے ولانبے جو ہین سر کے بال
اور اک شیر کی کھال کا جانگیا
کمر اور پانون مین گھونگرو بندھے ہے
مے سحر کے نشہ مین مست ہے
بحال غضب جبکہ آوے جنون
بھرے راچھسونسے لیا باج ہے
برستا ہے تن پر سدا اوسکے جوگ
سوا اسکے پوری کچوری وگوشت
لکھون جنگ کا اوسکا اب کچھ بیان
جتاتا ہون باتا بتا کا پتا
لیا گھر ہین بھیرون نے اونکو ضم
کہ ہون سنکے حیرت مین پیر و جوان
ہین دشمن کی دشمن و یارونکی یار
دگر ہاتھ مین اوسکے تلوار ہے
تو دست چہارم مین ترسول ہے
اوسے حق نے دین اسلحے تیغ تن
کہ ہو دیکھکر جسکو سرخ رنگ
جبین پر ہے اک اوسکے قشقا کھنچا
کہ مہتاب گرد حالا ہو جون
ملی راکھ کی اوسکے تن پر بھبوت
پڑے آسمان و زمین پر وبال
بنارس کا ہے خاص کرکوتوال
وہ پہنے ہوئے ہے بہت خوشنما
کہ ناچ اور گانے مین تہا لطف دے
بڑا دیوتا یہ زبردست ہے
پلا دیوے راچھس کا کتون کو خون
وہ کل دیوتاؤنکا سرتاج ہے
سو ہین بھوگ کا اوسکو لگتا ہے بھوگ
لگاتے ہین یہ بھی جو ہین لوگ دوست
شجاعت کا مضمون ہو جس سے عیان

سنو صاحبو بانہ بکر تم سمجھا | یہ قصہ نہیں بلکہ ہے یہ کتھا



داستان در حالات روانگی مہاراجہ رام چندر جی بعد فتح لنکا بمقام ہنگلاج برائے درشن بھگوتی جی و مزاحمت نمودن ٹینک ناتھ

بابت ملاقات و بودن تکرار و بحث باہمی۔

زبان کھول اے خامۂ خوش بیان
گئے رام لنکا سے کیون ہنگلاج
ٹنک ناتھ سے کیون ہوئی وانیہ جنگ
چنان گفت اے عندلیب کہن
کہ در شہر لنکا سری رام چند
کیا ایک دن دل سے یہ مشورہ
ہین ہم چھتری اور وہ تھا برہمن
درین امر کردم نہ کار ثواب
اگا سوچنے صاحب عقل و ہوش
کچھ اک دیر تک کر تامل ذرا
کرین اب نہ دنیا کا کچھ کام و کاج
وہان چلکے آنکھونکو روشن کرین
یہ کام اپنا اوس جا نکل جائیگا
غرض دل مین یہ بات تجویز کر
سپرد او سکے لنکا کا کر تخت و تاج
بتاؤن کہ ہی ہنگلاج اب جہان
تھا ہمراہ مین اونکے لشکر کثیر

سنا مجھکو اب جلد یہ داستان
ہوا جا کے کیون دانیہ سر ہم مزاج
یہ تحقیق اسکو سنا بیدرنگ۔
کہ را نیم بیک شاستر این سخن
جو از قتل راون شدہ بہرہ مند
کہ تھا خون راون نہ ہم پر روا
نہ لایق شدین کار بہر خویشتن +
نہادیم بر گردن شود عذاب
کہ ہو دور کسطور سے اب یہ دوش
کیا دل سے پھر اپنے یہ مشورہ
چلین یان سے سیدھے سوئے ہنگلاج
سری بھگوتی جی کے درشن کرین
جو ہے بار گردن سے ٹل جائیگا
بھبیکن کے سر پر رکھا تاج زر
چلے بہر درشن سوئے ہنگلاج
وہ ہے ملک افغان مین اک مکان
بہت دیوتا اور برنا و پیر

وہ تھا ساتھ لشکر جو لا انتہا
کہ کرتے نہ ہم گرچہ کوشش سبھی
نہ ممکن تھی تنہا فقط تاب رام
اگر رام لڑتے وہان عمر بھر
ہنومان کو بھی یہ گذرا خیال
خبر آکے جب رام کو پہنچے دی
بھبھیکن کے بوٹے نہ ہوتا جو لا
وہ آہراون دیوزاد کلان
ہماری بدولت ہوا سب یہ کام
وہ انگد پسر بال نے یون کہا +
منم مرد میدان ناوک فگن
نبازم کہ ام لائق سروری
نل و نیل بھی یون ہوئے ہمکلام
مگر شاہ نے قدر مطلق نہ کی
کیا ہم نے اسطور جب کار سخت
نہ ہم باندھتے گر سمندر کا پل
اسی طور ہر اک تھا پراز غرور
ہوئی رام کو الغرض یہ خبر
یہ سن دلمین کہنے لگا شہریار
ہوا اسکے گوشہ کا برہم مزاج
تنک ناتھ سے جا بگڑ ایکجی

گیا زعم یہ سب کے دل مین سما +
تو ہوتی نہ یہ فتح لنکا کبھی +
کہ راون کا وہ کام کرتے تمام
تو ہوتا نہ اک برج لنکا کا سر
کہ سیتا کا ملنا تھا از بس محال
ملی جاکے تب رام کو جان کی
تو لچھمن کا اوس جا پہ تھا فیصلا
ہٹا رام و لچھمن کا ہوتا نشان
چھٹے اوسکے جنگل سے لچھمن و رام
ہمین نے دیا صرف لنکا کو ڈھا
کشندہ منم راون و آہرمن
کہ دارم بہ ہر یک جولان برتری
کیا قتل دیونکو ہم نے تمام
نہ اس جانفشانی کی کچھ داد دی
ملا رام کو تب یہ لنکا کا تخت
تو مرجاتی اسبار ہی فوج کل
سمجھتا تھا ہر شخص اپنے کو دور
کہ لشکر مین نخوت کا ہی دردسر
کہ شامت ہوئی انکے سر پر سوار
یہ تجویز کی پھر کہ در ہنگلاج
انہین اوس جوان سے لڑا دیجیے

اکیلا وہ کردیگا اک اک کو ٹھیک
بہت جلگیا غم سے اب انکا دماغ
غرض جبکہ وہ صاحب تخت و تاج
فرو کش ہوا جا کے لشکر وہان
بنا بھگوتی جی کا مٹھ ہے جہان
ہوئی پہلی دیوڑہی پہ جسدم گذر
کہ اول کی ڈیوڑہی کے در پر اڑے
انگار دنپہ ہین باٹیان سینکتے
بٹک جی نے پوچھی انہوں سے یہ بات
ہوا اونسے اک نوجوان ہمکلام
کہا کون ہے رام مجھکو بتا
کہا رام ظاہر مین سالک ہے وہ
یہ سنکر کے بھیرون کو آئی نہ تاب
کہ مالک وہ اللہ ہے یعنے خدا
بٹک جی سے اسطور سنکر کلام
ہنومان و انگد وہ نل اور نیل
بڑہی جبکہ حجت اونہوں کی وچند
گئے آپ سنکر یہ الفسادا د +
ہوا انبہ جسدم در گفتگو ... +
رکھا جو ہین ڈیوڑہی کے اندر قدم
کہا خواب سو راحت مین ہین مائی جی
یہانتک کہ مانگے ملیگی نہ بھیک
مناسب ہی کھاوین اگر مغز و داغ
سے فوج پہنچا جو درمنگلا ج
گئے شہر مین فوج کے مردمان
تعلق ہین اوس مٹھ کے نو ڈیوڑہیان
تو کیا دیکھتے ہین وہان یہ بشر
یہ بھیرون ہین جو کی یہ مائی کھڑے
انھین دیکھکر سب عجب مین رہے
کہ آئے ہو تم سب یہان کسکے ساتھ
کہ آئی ہے یہ فوج ہمراہ رام
کہ لایا ہے جو فوج اس جا چڑہا
سوا اسکے دنیا کا مالک ہے وہ
دیا اوسکو اس بات کا یون جواب
کہان سے یہ پیدا ہوا دوسرا
ہوئے ایکدم سے وہ برہم تمام
لگے غیظ سے کرنے یہ قال و قیل
تو آگہ ہوا اس راز سے رام چند
کیا بند جو کچھ بپا تھا فساد
چلے بھگوتی پاس وہ نیک خو
بٹک جی مزاحم ہوئے ایکدم
یہ ہے حکم آنے نہ پاوے کوئی

سوا اسکے مجکو یہ ارشاد ہے — وہ ارشاد اچھی طرح یاد ہے
نہ آوے کسیکا کوئی کام ہو — وہ ہو دیوتا یا کہ خود رام ہو
بس اب یان سے تم سبکے سب لوگ گھر — چلے جاؤ آئے جدہر سے اودہر
جو ہو دل مین اسکے سوا کچھ ہوس — تو یہ دیکھ لو تیغ بران ہے بس
پکاروگے تم الامان الامان — کسیکا نہ باقی رکھونگا نشان
یہ سنکر شہنشہ نے باصد عتاب — یہ فرمایا اے طفل خانہ خراب
بہت ہمکو آتا ہے تجھ پر عجب — بڑا تو ہے گستاخ اور بے ادب
ہوا اسدم ہمین بھگونتی کا خیال — وگرنہ تیری تھی نہ اتنی مجال
کہ یون بے محابانہ اور بے لگام — یہ تندی و سختی سے کرتا کلام
اسی مین بس اب جانکی خیر جان — ہمارا نہ ہو سدرہ این زمان
اگر چین چپڑ کی تو مل دونگا کان — جو کہتا ہے سب پست ہوگا گمان
ٹنگ جی یہ بولے جواب ہو سو ہو — سمالونگا مین لاکھ گر تم کہو
یہ بہتر ہے بس اوٹھ جاؤ ابھی — مین ملنے کو جانے نہ دونگا کبھی
تمھاری نہ ہے فوج کا مجھ کو غم — سمجھتا ہون روباہ سے اونکو کم
مری گوشمالی بہت ہے محال — قیامت ہو برپا ہلا دون جو بال

مصاف اول حملہ کردن جوانان فوج شاہ برای گرفتاری ٹنگنا بحکم سری رام چندر جی و کشتہ شدن مردان جنگ بدست ٹنگناتھ از گولہ باٹیان و گریختن از میدان جنگ و رسیدن بحال پریشان روبروے شاہ و عرض نمودن حقیقت کارزار



جیسے اب تو اے عندلیب قلم
ہے بیکار کرنا بس اب شش و پنج

کر دی داستان جنگ اول رقم
گیا دونوں جانب سما و لیس پنج

پڑا آکے باتونین کیا گھیلا
دی جو جوابات بھیرون نے سخت
تمامی سران سپہ کو بلا
کہ فوراً اٹک ناتھ پر جا گرو
مناسب جو تدبیر جانو کرو
پکڑ کرکے دو زیر بند و نکی مار
نہ ہو درگزر اوسکی ہرگز خطا
یہ سنکر کے فوج شہ نامدار
بہادر جوان بھی بسان دلیر
جو تلوار تھی اوسکو تو دہر دیا
اوٹھا ہاتھیونکا کیا جبکہ وار
منور کیا باپ اور ما کا نام
رواں زمین تھا وہ جوان اسطرح
گیا ہو کے جس سمت حملہ کنان
پکڑ کر دیئے ہاتھ صدہا جھٹک
ہوئی فوج یہ دیکھکر حال دنگ
بہت گریہ کی سب نے تیرونکی مار
اگرچہ لڑائی فراوان ہوئی ٭
مگر کچھ جوان کو نہ پہنچا ضرر
جوان کی مگر ہاتھیون سے تمام
ملی سیکڑون جب تہ خون و خاک

بس اب دیکھئے کیونکہ ہو فیصلا
بہر اغیظ مین شاہ فیروز بخت ٭
دیا حکم اکدم یہ سب کو سنا
ذرا بھی نہ مہلت سنبھلنے کی دو
غرض یہ کہ اوس طفل کو باندھ لو
نچھوڑو کرے لاکھ گر وہ پکار
ضروری ہے اوس بے ادب کو سزا
پڑی ٹوٹ مثل ملخ ایک بار
شدہ حملہ در آن زمان مثل شیر
فقط کام اون ہاتھیون سے لیا
تو گولونکی پڑنے لگی اونپہ مار
دیا ہاتھیون نے وہ گولونکا کام
پھرے مست پیل دمان جسطرح
دئے پاسے صدہا کچل پہلوان
ہزارونکو مارا زمین پر پٹک
چلانے لگے پھر تو تیر و تفنگ ٭
اثر کچھ نہ پر تھا جوان زینہار
بہت بارش تیر و پیکان ہوئی
کیا کچھ نہ تیرون نے اوسپر اثر
ہزارون ہی کشتہ ہوئی فوج رام
تو میدان سے بھاگے وہ سب دردناک

گئے پیشتر تیغ وہ مغرور ہو
غرض چھوڑ میدان بحال تباہ
شہنشاہ سے جا کے یون عرض کی
کرین کیونکہ اوس مرد میداں سے جنگ
بہت ہم نے حربہ کیئے وقت کار
نہ چلتا ہے اپنا کوئی اوس پہ ریو
جگر دل میں پانے سیان شکم
ہمیں ہاتھ سے قتل اپنے کرو
نہ اب ہم میں طاقت ہے ای شہریار
سنا شاہ نے فوج سے جب یہ حال
بلا کر ہنومان سے یون کہا
ہوئی فوج یکسر خراب و تباہ
تعجب کہ یک مرد میدا نکا آہ
کہا فوج نے اسے خستہ تمام دار
کہا شہ نے لشکر سے بس چپ رہو
ہنومان سی پھر کہا اے رفیق
نل اور نیل کو اپنے ہمراہ لے
نہ راون سے ہے سخت تر یہ جوان
پکڑ لائے زندہ جو کوئی سوار
نبد ہے اوسکے رستے سی ہو بند بند
تو دین اوسکو ہم خلعت زرنگار

اوڑے بعد مین ہنل کا فوہو
ہوئی شفق پھر وہ یکسر سیاہ
نہ اب جنگ کی ہمکو طاقت رہی
نہ ہو کارگر جسپہ تیغ و خدنگ
نہ ہرگز ہوا کارگر کوئی وار
نہ انکا مین دیکھا کوئی ایسا دیو
کرین کسطرح اوس سے پیکار ہم
مگر جنگ کا حکم ہرگز ندو
ٹک ناتھ سی جو کرین کارزار
ہوئین یکدم طیش سے چشم لال
بوقت سحر توپے جنگ جب
تو جا فوج کا تیغ کے پشت و پناہ
بھگا دے پریشان کرکے سپاہ
وہ یک تن تو غالب ہے بر صد ہزار
نہ اب بزدلی تم زیادہ کرو
نہین کوئی تجھ سے زیادہ شفیق
روانہ ہو تو واسطے جنگ کے
گرفتار کرکے اوسے لا یہان
اور اسطور سے اوسکا ہو حال زار
پڑی ہو گلے بیچ اوسکے کمند
علاوہ برابن سیم و زر بیشمار

جو زندہ نہ قابو مین آوے اگر — تو لازم ہے ہر شخص و ہر مرد پر

کرے قتل یا خستہ کوئی دلیر — غرض وہ کرے ہو وہ جسطرح زیر

ہنومان نے سنکے سر کو جھکا — قدم بوس ہو شاہ سے یون کہا

مدد مجکو ہرگز نہ درکار ہے — اوسے باندہ لانا نہ دشوار ہے

کرین شاہ تشویش دل سے بدر — پکڑ لاؤن زندہ بوقت سحر

ہنومان سے شاہ سن یہ بیان — کہا فوج سے اپنے یون آنزمان

کہ اسوقت سب اپنے خیمونکو جاؤ — کرو جا کے آرام کھانے کو کھاؤ

سحر کو ہنومان کے جا کے ساتھ — پکڑ لاؤ پھیر ونکو باندہ اوسکے ہاتھ

یہ سن حکم شہ فوج کے پہلوان — گئے اپنے خیمون مین ہو شادمان

اب اس ذکر کو اس جگہ چھوڑ کر — سناؤن ٹپک ناتھ کی کچھ خبر

کہ اسنے نہ ہرگز کیا شب کو خواب — لگا پھینکنے باٹیان بے حساب

نہ پائی تھی لینے ذرا فوج دم — کہ گرنے لگین باٹیان دم بدم

بہا پھر تو سر پھٹ کے صدہا کا خون — ہزارون ہوئے پھیر بندر زبون

مچا پھر تو اوسجا وہ شور و بکا — کہ گویا ہوئی وان قیامت بپا

غرض اسنے دم بند ایسا کیا — کہ سویا نہ خود اور نہ سونے دیا

بلا باٹیون سے وہ نازل ہوئی — رہی رات بھر فوج مین کھلبلی

داستان در بیان احوال روز دوم رفتن ہنومان جی معہ انگد و نل و نیل با فوج جرار بنا بر گرفتاری ٹپک ناتھ بموجب حکم مہاراجہ رام چندر جی در میدان کارزار

مین اب توسن طبع کو کر کے رام — کرون بیان سی یون جیسے طرز خوش خرام

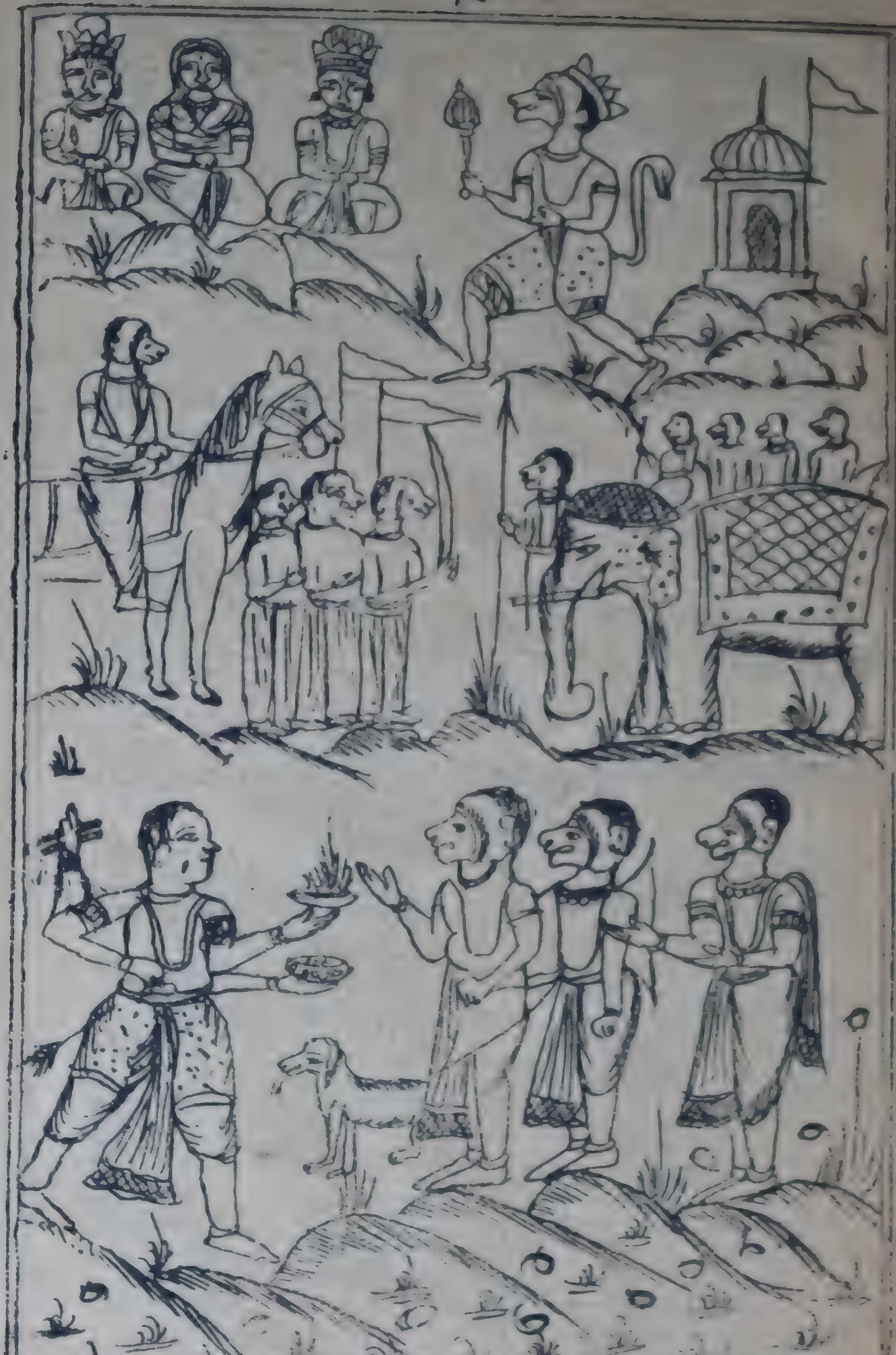
ہوا ہی ہنومان کا اب یہ عزم
تکبر سے بیڑہ لیا ہے اوٹھا
اب آگے سنو جو ہوئی واردات
غرض جب بمشکل وہ کی شب سحر
سوار اسپ گردونیہ ہوا آفتاب
اوٹھا خواب سے وہ شہ بخت ور
ہنومان جی کو وہین کر طلب
رکھارات بھر اوسنے نازل عذاب
جو جانے سی گر ہے تمھین کچھ خذر
ہنومان سن یہ کلام حضور
نہ ہر گز کرین شاہ جانے کا عزم
اکیلا مین جاتا ہون میدان مین
کہا رام نے یہ نکرنا خیال
تجھے ہوگا معلوم اوسوقت پر
بجز انگد و نیل و نل ایک دم
سوا اسکے لے فوج بھی یک ہزار
ہنومان بولا مین ہون پیل زور
یہ ناچار گی شاہ کے حکم سے
یہ کہکر ہوا شہ سے رخصت وہان
گئی ساتھ مین فوج بھی سب تمام
نظر دور سے جب تبک جی نے کی

کرین تا کہ بھیروں جاکر کے رزم
یہ مرکوز خاطر ہے لین باندہ جا
کہ ہوتی بری ہے تکبر کی بات
بجا صبح کا جس گھڑی پر گجر
چلا بائیان قرص کی کف مین داب
گیا بیٹھ آکر کے بس تخت پر +
کہا کیا ارادہ تمھارا ہے اب
نہین ہے بس اب صبر کی ہمکو تاب
تو جاتے ہین خود جنگ کو ہم اودہر
کہا ہو بلائے شہنشاہ دور
شب و روز بر پا رکھین جشن و بزم
اوسے باندہ لاتا ہون اک آن مین
نہین تجھ کو لڑنے کی تنہا مجال
کہ ہو گے مقابل جو یکبد گہر
تو تنہا نرکھ سوے میدان قدم
تو بھیروں سی کر جا کے تب کارزار
سمجھتا ہون بھیرونکو مانند مور
لئے جنگ جاتا ہون اب فوج لے
گئے نیل و نل ہمرہ پہلوان
خوشی با خوشی خندہ زن شاد کام
تو سمجھے کہ فوج اب مکر رچڑہی

یہ دیکھا کہ کالی گھٹا مثل فوج ۔ ہنومان کے ساتھ آتی ہے فوج
غرض رفتہ رفتہ وہ پہنچی وہان ۔ خرامان ٹہکناتھ جی تھے جہان
پہنچکر غرض فوج نے ایک دم ۔ جوان کو لیا گھیر آ ایک قلم
مگر وہ جوان سر دہو کر دلیر ۔ لگا پھرنے میدان مین مثل شیر
نہ کثرت سے اونکی پریشان ہوا ۔ نہ ترسان ہوا اور نہ لرزان ہوا
مگر کوئی سبقت کی لایا نہ تاب ۔ کہ تھا زہرۂ ہر جوان آب آب

داستان اظہار کردن ہنومان جی حالات شجاعت وجوانمردی خود بابت کارنمایان معرکہ شہر لنکا وپیروی ٹہکناتھ

کدھر ہے تو اے خانہ پر غرور ۔ نہ ہو اسقدر جام نخوت سے چور
بڑا بول ہرگز کسی جا نہ بول ۔ مثل ہے کہ ہے ڈھول کے بیچ پول
ہنومان پھیرون کے اب یہ جواب ۔ سنا مجکو اسکا سوال وجواب
حرارت جسے سنکے دل بیچ آئے ۔ خراتا لڑائی کا مضمون دکھائے
یہ دیکھا ہنومان نے جبکہ حال ۔ کہ دل خوف سے سبکا ہے پائمال
تو پھر وہ ہنومان خود پیشتر ۔ مقابل جو انکے ہوا بے خطر
ٹہک جی سے جسدم ہوئین چشم چار ۔ کہا تب ہنومان نے ایک بار
کہ اے طفل نادان وا جہل بکار ۔ نہین تجکو مطلق خبر زینہار
خلاف ادب یہ کیا تونے کام ۔ کہ لاکھون ہی کشتہ ہوئی فوج رام
بڑا ہے شہنشاہ کا تجپہ قہر ۔ یہ بویا ہے اپنے لئی تخم زہر
یہ بہتر ہے اب باندہ کر دونون ہاتھ ۔ شہنشہ کے چل روبرو میرے ساتھ
روا پھر نہ تجپر رکھے شاہ جور ۔ سراسر خطا عفو کردے بفور



نہ بیہ بات گر تجھکو منظور ہو
منم کاردان بہ تدبیر خویش ✢
دراز و جہانگیر دارم کمند
بہ بین سر شکن این مر اگر زہست
زنم دار یک بر سر کوہ گر
دلاور نہ مانند میرے ہے تو
ذرا کھول کر کے تو اب اپنے کان
تلاش سری جانکی جی مین جب
تو معلوم مجکو ہوئی وان یہ بات
گیا اونکو لیکر ہے راون اوٹھا
گئے ساتھ میرے جوان مرد تھے
کہا اون سے مین نے کہ اب جاؤ تم
مگر ایک کی یہ نہ ہمت ہوئی
تھا اک شاہ خرسان کا جو جانتا
سو وہ بھی اوسی جا یہ موجود تھا
کہ اے شاہ خرسان کے لنکا کو جا
وہ بولا کہ اب مین ہوا ہون ضعیف
جوانی کی پر عمر مین مین نے یار
نہ اب مجھ مین طاقت ہی اے پہلوان
کیا آخرش سب نے یہ ہی کلام
کمر باندہ کے بین نے ہمت بلند

تو لبس مجھ سے اسوقت ہو رزم جو
ترا بستم و باکنم قتل و ریش ✢
گلوے ترا میکنم زان بہ بند
کہ لرزان ازین کوہ البرز ہست
شود مثل سر یہ جبل سر بسر
نہ کھول لڑ کے اب مجھ سے تو آبرو
دلیر یکا سن میری اسدم بیان
کنارہ سمندر کے پہنچا مین تب
کہ سیتا پہ گذری ہے یہ واردات
ہے لنکا مین رکھا اونہین جا چھپا
نل و نیل انگد جو اک مرد تھے
سری جانکی جی کو لے آؤ تم ✢
سمندر کو جو پھاند جاوے کوئی
بڑا تھا بجھ گت اور وہ پورا تھا سفت
کہا اوس سے کہی مین نے یہ برملا
سمندر کو تو پھاند سیتا کو لا
ہوئے استخوان میرے سارے نحیف
سمندر کو پھاندا تھا تر ہے یار
سمندر کو جو پھاند جاؤن وہان
سوا تیرے ہے دوسرے کا نہ کام
بھری ایک او سجا سے ایسی زغند

سمندر کے اس پار سے جو اوڑا
گیا شہر لنکا مین بھر شاد و شاد
لگی تھی مجھے انتہا کی جو بھوک
بہ مجبوری و باعث اشتہا +
ثمر و تازہ میوہ چکھے خوب تر
سوا اسکے نخل ثمر تھے جو سخت
مقابل جو آکر ہوے باغبان
یہ پہنچی خبر جبکہ راون کے پاس
اچھی اپنے لڑکیکو بھیجا وہان
وہ راون پسر آکے مجھ سے لڑا
کیا مین نے قتل اوسکو انجام کار
کسیکی نہ پھر اتنی ہمت ہوئی
سنی ہوگی اکثر مری داستان
سکت بان لچھمن کے تھا جب لگا
سکھینا جو نامی تھا لنکا کا بید
یہ کہتا تھا گر کاشت ہوگی سحر
کسیکا نہ اتنا ہوا حوصلا ۱۰ +
گیا آخرش مین دوان پر پہاڑ
شتاب شب کیا مین نے سارا یہ کام
شتاب شب تھا بوٹی کا آنا محال
سوا اسکے جب لکھمن کرن بد سیر

تو فوراً ادہر سے اودھر جا پڑا
ملین جانکی جی بہ حسب مراد
کہ جاتی تھی جس سے مرجان سوکھ
مین راون کے پھر باغ مین جا گھسا
بچے جو دئے پھینک ادہر و ادہر
اوکھاڑے وہین بیخ سے وہ درخت
گیا اونکو مجروح اور ناتوان
تو سنکر کے راون ہوا بدحواس
بہت فوج کے ساتھ اوسکے روان
اکیلا دلیری سے مین بھی بھڑا
کیئے اور کشتہ بہت نابکار
اوٹھا آنکھ مجکو جو دیکھی ذری
دیے پھونک لنکا کے سارے مکان
نہ بوٹی کو لینے کوئی جا سکا
لگائی تھی لبن رات کے اوسنے قید
تو لچھمن کی ہے زندگی کا خطر
کہ بوٹی سجیون کی لاوے وہ جا
لے آیا شتاب شب جبل کو اوکھاڑ
ہوئے رام اس کام سے شاد کام
نہ لاتا تو صحت مین تھا احتمال
کٹا رنمین جس روز تھا اوسکا سر

وہ پھرتا تھا رن میں دوان جھومتا — بدستور وہ ڈنڈ ہتا گھومتا
پہنچکر لیا مین نے اوسکو سمیٹ — دیا پھینک دریا مین دم کر لپیٹ
وہ آہر اون اک دیوزاد لعین — گیا رام و لچھمن کو لے در زمین
یہ تھا قریب لیس جو کہ وہ پر دغل — یہ جبر بلا دی انھین مار دیبی کو بل
کہ مین چیر کر کے زمین ایک بار — مشرف شد از خدمت شہریار
اوس آہر اون بدگہر کو وہین — دیا باندہ کر ڈال از روے کین
بٹھا اپنے کندہو نپہ شہزادگان — لے آیا جہان فوج تھی نوحہ خوان
بنکئے مین نے ایسے ہین کار محال — نہین ایسے کا ہونگی تیری مجال
مجھے اس تری صورت و شکل پر — بہت رحم آتا ہے اے کینہ ور
مرا مان کہنا جو ہے کچھ تمیز — نکر اپنی برباد جان عزیز
لڑکپن کی باتونکو دے چھوڑ تو — دلیرون سے ہرگز نہ ہو رزم جو
حذر کن مقابل نہ ہو جوش کن — بقول نظامی سخن گوش کن
تو اے طفل نا پختہ خام راے — مزن پنجہ با شیر جنگ آزماے
طپانچہ بر اعضاے خود میزنی — مزن تیشہ بر پاے خود میزنی
چو کژدم بوئی مار خوے کنی — کہ با اژدہا جنگ جوئی کنی
ترا خوب و نیکو بود این زمان — کہ بندے جو ہند و بخدمت میان
وگرنہ چپانت دہم گوش پیچ — کہ دانی تو ہیچے و کمتر ز ہیچ
مرے مان اسوقت لے طفل بند — روان ساتھ ہو میرے بادست بند
جتا ہون مین تجھ کو اب بار بار — کہ چلکر کے ہو جبہ سا ایک بار

داستان جوابات ٹیک ناتھ بابت تردید بیان ہنومان جی

تو اے خامہ اب خواب و غفلت سے جاگ — جواب ایسا دے تا لگے تن مین آگ

که ساعت بساعت وه دونی بڑھے — بجھانے سے پھر وه نه هرگز بجھے
سنا اب وه باتین که آوے نه تاب — لڑین دو جوان سخت کھا پیچ تاب
لڑائی مین اسدرجه گھمسان هو — نه اپنے پرائے کی پہچان هو
سپاسخ هنومان والا خطاب — سناؤن ٹک تا تمهه کا اب جواب
که جسدم هنومان باعز و شان — هوا بند کہکر جو اپنا بیان
تو بھیرون نے اوس سے کہا در جواب — که اب میری سن لیجیے ایجناب
مین هون درگا اک بھگوتی کے غلام — نهین هی تیرے رام سے مجھکو کام
نهین جانتا کون هین رام چند — نهین تجھ سے بھی مجھکو کچھ خوف بند
یه مانا تو هے گرگ دیرینه سال — نه سبقت کی مجھپر هے تیری مجال
کہی تو نے لنکا کی جو داستان — سنا مین نے بھی هے یه اکثر بیان
کیا ذکر تو نے جو یه پیشتر — که لنکا مین سیتا هین سن یه خبر
کہا ساتھیون سے که لنکا کو جاؤ — سمندر کو تم پھاند سیتا کو لاؤ
کیا سب نے انکار اور یون کہا — که اے پهلوان تو هی لنکا کو جا
بھری وان نے پھر تو ایسی چھلانگ — که لنکا مین پہنچا سمندر پہ چلانگ
هوا اس سے ثابت تیرے دلکا حال — که پھاندا سمندر یه سمجھا کمال
میری سمت ٹک غور سے کرکے کان — جواب اسکا سن مجھ سے اے پهلوان
که اک سن رسیده مچھندر رهے تو — سوا اسکے در اصل بندر رهے تو
اور ابن صبا بھی تیرا نام هے — سدا کودنا پھاندنا کام هے
کنار سمندر سے جب تو اوڑا — تو مثل غباره هوا مین بھرا
هوا نے دیا تجکو ایسا اوچھال — دیا لا سمندر کے اوس پار ڈال
سمجھ اسمین اپنی نه چابک تری — هوا کی سمجھ خاص کر رهبری

دکھائی ہو اگر نہ اپنا اثر + پہنچتا نہ ہرگز تو اوس پار پر
سوا اسکے حالات جنگ و جدل کہی باغ راون کی جو بر محل
کہ مین نے اچھی ابن راون کو مار جلا شہر لنکا دیا ایک بار
دلیری کا اوس پہ بیجا گمان اچھی ابن راون نہ تھا پہلوان
فن جنگ تھے اوسکو مطلق نہ یاد ہوئی اس سبب اوسکی ہستی برباد
وہ کشتہ ہوا پھر تو ہمراہیان گئے بھاگ اپنی بچا کر کے جان
یہ جب میگناد جوان تند خو دوبارہ جو آکر ہوا رزم جو +
ترے دست و پا باندھکر لیگیا + نہ کچھ زور و بس اوس سے تیرا چلا
گیا پیش راون جو پابستہ تو ملی خاک مین سب تری آبرو
دیا قتل کا تیرے جب اوسنے حکم ہوا خوف جانسے تو پھر صم و بکم
بھبیکن جو تھا دوست رام چند چھوڑا یا تجھے اوسنے از قید و بند
یہ تجویز این امر کر عقل گم دیا چھوڑ تجھکو جلا کر کے دم
چھٹا اسطرح تو جب از مکر و کید ہوئی تجکو جینے کی اپنے امید
زمین پر سے یکبارگی کر کے جست پہنچ بام پر تو گیا ایک لخت +
لگا کودنے بام پر جا کے تو لگی پھر تو آتش وہان چار سو
ہوئی دم کی آتش جو شعلہ فشان جلے اوس سے لنکا کے سارے مکان
تو دہشت سے جانکو چھپاتا پھرا ہر اک جا پہ دم کو دباتا پھرا
نہ پائی کہین جبکہ راہ گریز لگا پھر تو کہنے بریز و بریز
نہ دیکھی بچت اوسجگہ جب کہین گرایا سمندر مین اپنے تئین
سمندر مین سوزان دم کو بجھا غرض اسطرح جان اپنی بچا
گیا بھاگ سیتا کو وان چھوڑ کر کہی رام سے جا کے پھر یہ خبر

لے آیا تو پھر رام کو اپنے ساتھ
تری مردمی جب تھی اے تندخو
پکڑ کر کے راون کو بادست بند
حضور شہنشاہ بافرخی +
سکت بان کا جو کیا تو نے ذکر
رفاقت کا کر تیرے اوپر گمان
تو کہتا ہی مین جا کے مثل صبا
سمجھ یہ نہ قوت کا اپنے اثر
سوا اسکے تو نے کہی جو یہ بات
ہوا اسکے اظہار سے یہ عیان
عقیدہ مین بیشک ہے تیرے قصو
وہ اک بان تھا آکے سو بان گر
بھیون کی بونٹی کو جب تو گیا
کہا رام نے تجھ سے تھا بر محل
کہ آیا تجھے راہ مین اسکا دھیان
بھرت نے تجھے دیکھ اور دیو جان
تو اوس صدمۂ تیر سے بس وہان
بھرت نے سنا رام کا جبکہ نام
ہوئے تجھ سے مستفسر حال جب
ہوئے سنکے رنج و الم مین اسیر
تو بیٹھا جو سوفار پر با جبل

لڑے رام تب جانکی آئین ہاتھ
کہ دیتا نہ تکلیف تو رام کو
مع جانکی اے جوان خود پسند
پہنچتا تو تھی تیری نام آوری
نہین رام کو اسمین مطلق تھی فکر
لیا رام نے تھا ترا امتحان
لے آیا جبل کو شبا شب اوٹھا
عنایت کا تھا رام کے یہ ثمر
کہ بونٹی سے لچھمن نے پائی حیات
بچی تیری کوشش سے لچھمن کی جان
بھرا دلمین ہی تیرے کبر و غرور
جو لچھمن کے لگتے نہ ہوتا ضرر
جبل لیکے اوس جا سے جس دم چلا
کہ ہو دے بھرت بانکا تجکو بل
گیا پھر بھرت جی کی قرب مکان
لگا یا وہین ایک تیر از کمان
گرا رام کہتا ہوا بر زمین
گئے پاس تیرے وہ ذی احترام
حقیقت بیان کی وہین تو نے سب
بٹھایا تجھے پھر یہ پیکان تیر
ارادہ ہوا دلکا یہ بر محل

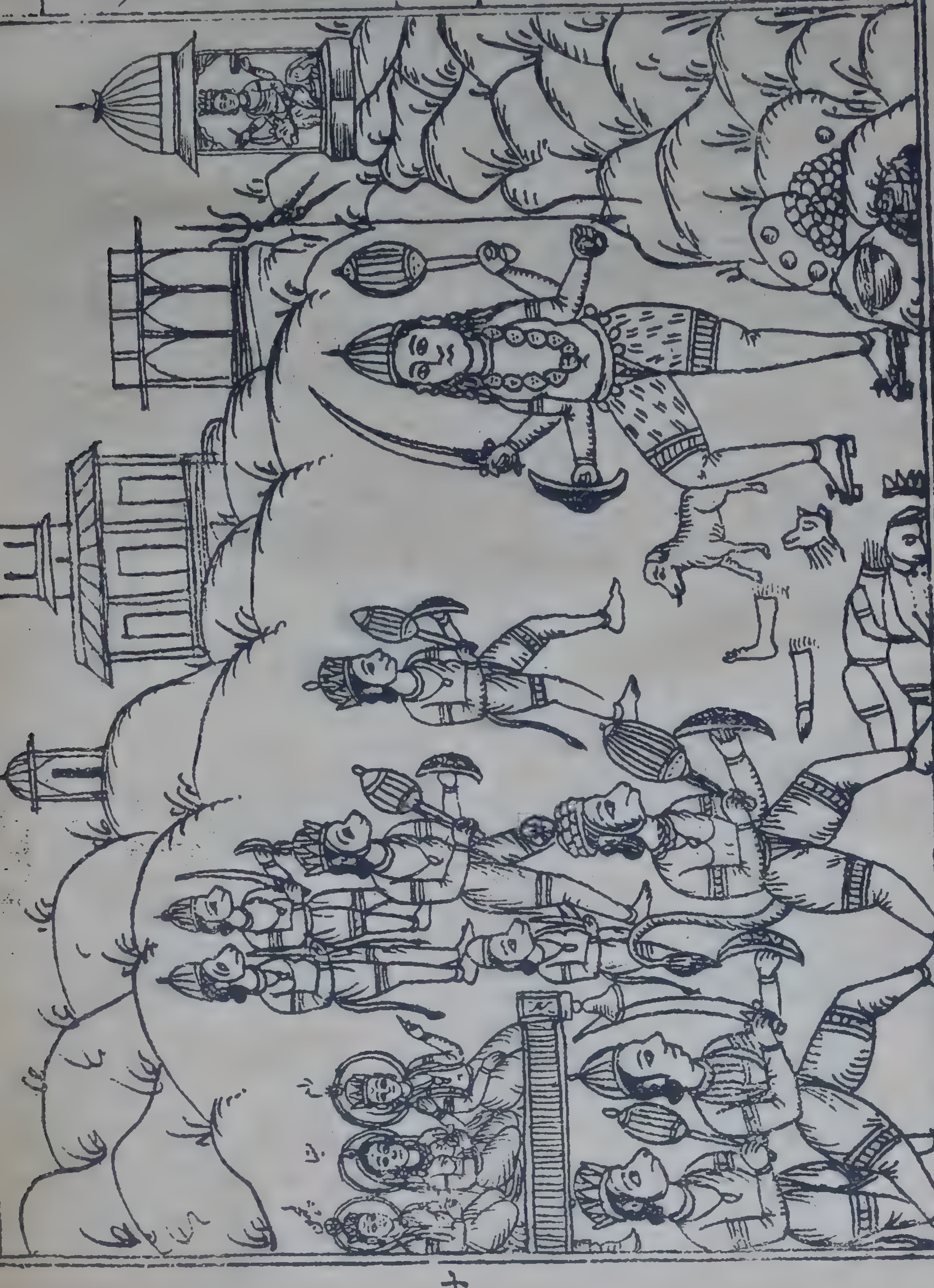
کہ مصروف ہون جلد اس کام مین
تو دیکھ اونکی قوت کو اور آزما
اذیت سے اب ہے افاقہ مجھے
مین جاتا ہون لیکر ابھی یہ پہاڑ
ہوا کہہ کے یہ بات وان سے روان
اب انصاف کر اپنے دلمین ذرا
کہ سمجھے خلاف اپنے آقا کا قول
جو آقا کا کچھ کام اپنے کرے
دویم مردمی کا کرے پھر بیان
دلیری یہی تھی کہ اک تیر کھا
ہوئی کمبہ کرن سے جو تھی تجھسے جنگ
زمین پر وہین زخم کھا کر گرا
کٹا اوسکا سر جب ہوا پائمال
شجاعت تھی جب کرکے خود کارزار
گیا جس گھڑی تھا تو زیر زمین
مگر دیج ترا ذریہ لڑکا ملا
ہوا ناگہان تیر لڑکے سے دم
اوٹھا کرکے لڑکے نے تجکو وہین
ہوئی جب یہ معلوم لڑکے کو بات
ترسے روبرو اوسنے تب ہاتھ جوڑ
گیا پھر لو آہستہ پنہان وہان

تجھے پھینکدین لشکر رام مین
ازان بعد اسطور گویا ہوا۔
نہ کچھ مجھکو تکلیف ہے درد سے
پہنچتا ہون بجلی سا بادل کو پہاڑ
مسافت کو طے کرکے پہنچا وہان
یہ ہے لایق گفتنی ماجرا
بکے ماسوا اسکے پھر اول قول
تو احسان آقا پہ اوسکا دھرے
رکھے دلمین نخوت سے اپنے گمان
گرا جس کی صدمہ سے روتا ہوا
تو چنگال و ناخن سے گو بیدرنگ
ہوا غش سے بس حال ابتر ترا
دیا تو نے اوسوقت دریا مین ڈال
اوسے قتل کرتا ہزار و ہزار
تھا اہراون اک دیو جیسے اکیلا
سو اوسنے تجھے سخت عاجز کیا
ہوئی پشت تیری وہان اوس سے خم
سر خاک پٹکا بروے زمین
کہ ہیرا یدر ہے یہ والا خطاب
دیا عذر کر تجھکو اوسیجا یہ چھوڑ
سو ہے مسکن اہراون بدنشان

وہ مشغول تھا اپنے دربار نوش — نہ تھا دور بادہ سوا اوسکو ہوش
کہ غفلت مین تونے پہنچ ایک ساتھ — دئے توڑ شانہ سے بس دونون ہاتھ
ہوے اوسکے بیکار جب ہر دو دست — ہوا آخر الامر تو چیرہ دست
غرض اسطرح سی اوسے لبس پکڑ — دیا ایک رسی سے تونے جکڑ
اوسے باندھکر تونے پھر اوسکا راج — دیا اپنے لڑکیکو وہ تخت و تاج
ازان بعد پھر فوج کے درمیان — چلا آیا لیکر کے شہزادگان
لبس اب دلمین کر غور اپنے ذرا — یہی شیوہ مردمی ہے بتا
کہ دھوکے مین جاکر کیے کرفن بلالن — کرین اپنی تعریف کو پھر بیان
بہادر تو مین جانتا جب تجھے — کہ جاکر کے آگاہ کرتا اوسے
ازان بعد لڑ کر کو کرتا تو زیر — تو بیشک سمجھتا تجھے مین دلیر
مگر یہ جو سرزد ہوا تجھ سے وان — یہ ہی خاص شیوہ رہزنان
کیا جسقدر تونے اپنا بیان — ہوا کذب اور لاف اوس سے عیان
ہوا بلکہ اظہار اسبات کا — نہ عمدہ کوئی کام تجھ سے ہوا
جتاتا ہون مین تجھکو راہ ثواب — ہی اور تیرے رام جی کا عتاب
کہ بھیجا جو تجھکو برائے نبرد — یہ مطلب ہی تو مجھ سی ہو گرد برد
ترے دل سے تا زعم جائے نکل — مٹے تیرا اسارا دباغی خلل :•:
مرا باندہ لینا تو آسان نہین — ترا دیکھتا ہون یہ امکان نہین
تو دلرے اگر تیغ خارا شگاف — من از باشیان لشکنم کوہ قاف
دکھاتا ہی تو گرز جو بار بار — سمجھتا ہون مین اوسکو چوگان وار
رکھی ہی جو تلوار مثل ہلال — نظر مین ہے وہ جیسے چوب خلال
نہ تیر و سنانکا تری مجکو ڈر — نہ ہون یہ مرے جسم پر کارگر

سمجھ مجھکو بلیا یک اور تو نڈر
بھلا دے دل اپنے سے اوسکی ہوس
اگر یون ہے مرضی تو مت کر درنگ

رکھون خون جان اور نہ پروائے سر
مر البستہ کرنا نہیں سہل بس
مقابل ہو آکر مرے بہر جنگ



مصاف دویم در غیظ و غضب آمدن ہنومان از جواب ٹکناتھ و کردن جنگ با فوج جرار و نہ بودن کامیاب و غالب بر ٹکناتھ و حراسان شدن از جنگ

بھرا ہے زبس غیظ مین اب قلم
یہ ہی خواہش آسمان بے درنگ
سنو یا نسے اب جنگ کی رویداد
ہنومان چو پاسخ ز بھیرون شنید
بخود آنزمان پیچ مانند مار
بحال غضب فوج را حکم داد
گنا زند پیکان بہم جملہ تن
یہ سن حکم کو کل جوان اور پیر
دلاور ہنومان اور نل و نیل
گمر واہ ز یے جوان دلیر
وہ تن پر برستے تھے تیر و سنان
علاوہ برین گرز اور وار تیغ
چلائے بہت سینے تیر و تبر
ہنومان انگد نے مانند برق
غضب کی وہ تھین ضرب گرز گران
جوان پر غرض پے بہ پے ضرب تھی
ہوا بند گردش سے چرخ کبود

نکلتا ہے میدان مین لیکر علم
ہنومان و بھیرو نہین اب ہو سکے جنگ
نہ ممکن ہے اب بند ہو یہ فساد
نہ ہرگز بدل صبر آتا ہے دید
گرفتہ نہ زان بعد یکدم قرار
کہ یورش بسار زند بر وے چو باد
کہ چھلنی ہو چھد کر جگر اور بدن
لگا نسے لگے چھوڑنے اپنے تیر
ہلے رنہین تنہا یہ مانند پیل
کہ میدا نہین قایم رہا مثل تیر
وہ ہر سمت سے نرغہ بندران
جوان پر یہ تھے مارتے بیدریغ
جوان پر نہ لیکن ہوئے کارگر
لگائے بہت گرز بر جسم و فرق
کہ البرز بھی جس سے ہون سرمہ سان
مثال قیامت کے وہ ضرب تھی
رہا دیکھ حیران ضرب عمود

پڑین اسطرح وار گرز گران
نل و نیل نے بھی لو قسمت دغا
نہ ہرگز ہوا ایک بھی سود مند
ہوے بلکہ بیکار تیغ و تبر
مہابیر کا بھی گھٹا زور و بل
کمان کی طرح ہوگیا گرز خم
جوان کی مین تشبیہ اب کس سے دون
کہ باوصف این شدت ضرب ہا
مہابیر یہ دیکھ حال عجوب
ہوا رنج اور فکر سے رنگ زرد
نہ سوجھا بجز اسکے چارہ کوئی
ہنومان سے بعد از ان دوڑ کر
پکڑ کر کیا زور جب سر بسر
مگر اس جوانکو نہ جنبش ہوئی
ہلا جب زمین سے نہ وقت نبرد
بہت دلکو اوسوقت خفت ہوئی

کہو تو کہ جون تنک آہنگران
کئے وار تیغ و تبر کے رہا
ذرا بھی جوانکو نہ پہنچا گزند
گئے ٹوٹ لگ لگ کر وہ خود و پر
ہوے مارتے مارتے ہاتھ شل
گری ہاتھ سے چھٹ کے تیغ دودم
بجاے جو رو مین تن اوسکو لکھون
دلیرانہ سیدانمین قائم رہا
گیا بحر حیرت مین یک لخت ڈوب
بھری آہ حسرت کی سینہ سے سرد
کہ کشتی کی دل سے تمنا ہوئی
لیا تھام اوسکا دوال کمر
تو ٹوٹا وہ بستہ دوال کمر
نہ پاکو ذرا سی بھی لغزش ہوئی
تو ابن صبا کا ہوا رنگ زرد
مٹا زعم اور پست ہمت ہوئی

داستان جنبانیدن سوسر بٹک ناتھ بحالت غیظ و لرزیدن زمین و آسمان و گریختن ہنومان معہ فوج از میدان جنگ و رفتن روبروے شاہ و عرض کردن حالات جنگ بگریہ و زاری



ہزار آفرین ہی تجھے اے قلم
لکھا جنگ کا تو نے عمدہ بیان
رہا اب کسی مین نہ باقی ہی دم
ہلانے کی اب سر کے بس دیر ہے
مرے خامہ وہ ذکر بھی دے سنا
سنو اب مین کرتا ہون اسکا بیان
جو حربہ تھے پاس اونکے سب کر چکے
ہوا جب کسی طور سے وہ نہ زیر
لگا دلمین کہنے وہ ابن صبا
ہوئے ہن ہم اب لڑتے لڑتے نڈھال
مناسب ہی بھیرون سے جو یہ کہین
کہ اب ہو گیا ختم دن اے جوان
یقین ہے کہ لڑنے سے وہ باز آئے
سمجھ دلمین یہ اوس جوان سے کہا
لڑائی سے اسوقت کر در گذر
یہہ بولا جوان مانتا مین نہین
کئے وار اوپر مرے بے شمار
یہہ کہکر وہین گرز اپنا اوٹھا
سپر پر ہنومان نے روک کر
مگر گرز کاری لگا اسقدر
سپر توڑ کر اور رپٹ خود سے

بہت خوب کی داستان یہ رقم
ہزار و نیہ غالب رکھا اک جوان
اوکھڑتے ہین اب کوئی دم مین قدم
ہلا سر تو سمجھو کہ اندھیر ہے
ہوا آخرش اسکا انجام کیا
کہ بھیرونیہ ابن صبا نے وہان
لئے روز دیگر نہ باقی رکھے
تو سمجھے ہنومان قسمت کا پھیر
کہ اب وار بھیرون کر لگا رہا
نہین روکنے وار کی ہی مجال
بہانہ اب اس طور اوس سے کرین
ہوئی شام پھیرا اپنے گھر کو عنان
نہ پھر وار وہ اپنا ہم پر چلائے
کہ بھیرون ہوئی شام اب لوٹ جا
بس اب آکے لڑنا بوقت سحر
سحر شام کچھ جانتا مین نہین
مرا ابھی تو آخر اوٹھا ایک وار
لگا یا ہنومان کے سر پہ آ
بچایا سرا اپنے کو تا صد ہنر
ہوا ہاتھ سن اور ٹوٹی سپیر
زمین پر گرا گرز وہ آن کے

دہمک سی گئی وہ زمین سب ہل — نکل آیا پانی زمین سے اوبل
گئے بچ ہنومان اوس گرز سے — کہ تھا وار وہ سخت البرز سے
گیا وار خالی تو پھر ہو کے لال — ہلائے شبک ناتھ نے سر کے بال
پڑا زلزلہ فوج کے درمیان — لگا ہلنے سارا زمین آسمان
مہابیر انگد وہ نل اور نیل — ہٹے چھوڑ میدانکو ہوکر ذلیل
شبک ناتھ پھر باٹیان لیکے ہاتھ — لگا مارنے پھینک کر ایک ساتھ
نہ تھیں باٹیان تھین وہ گولونکی باڑ — گئے ٹوٹ لگنے سے جنکے پہاڑ
نل و نیل و انگد ہنومان کا — ہوا حوصلہ پھر نہ میدان کا
بھلا سب دیا دل سے ارمانکو — بحکمت بچا لیگئے جان کو
نکلنے لگا منہ سے پھر ونکے کف — لگا پھر تو کرنے وہ شور و شغف
ہوا حملہ ور پھر تو وہ جسطرف — مٹیں مثل حرف غلط صف کی صف
غرض فوج یہ دیکھکر حال زار — ہوئی مثل کافور کے سب فرار
ہنومان و انگد یہ با دل فگار — گئے روبرو شہ کے زار و نزار
اوسیوقت پہنچی وہ سب فوج بھی — حقیقت جو گذری تھی شہ سے کہی
گیا سنکے حیرت مین شاہ زمن — ہوا فکر کی بحر مین غوطہ زن
ہنومان نے یہ کہا بعد ازان — کہ ہونمین فدائے شہ خسروان
سمجھتا مین اپنے کو تھا زور مند — مگر وہ جوان مجھ سے نکلا دوچند
مین جب رزم جو اوس سے جا کر ہوا — تو میرے مقابل وہ آکر ہوا
بہت گرز کی ضرب اور وار تیغ — رہا اوسکے سر پر کئے بیدریغ
مگر ہائے افسوس اوس جسم پر — نہ کاری پڑا کوئی تیغ و تبر
گیا زور بھی گو پکڑ کر کمر — ذرا بھی نہ ہرگز ہلا وہ مگر

بدن اوسکا فولاد سے سخت ہے
بہت سب نے کی ملکے تیرونکی مار
ہے افسونگری مین وہ یکتائے دہر
فسون سے نہ اوس پر کرے ہے اثر
کئے گو کہ مین نے بھی صد ہا فسون
یہ قسمت تھی جو آگیا وقت شام
یہ ہے عرض اب میری پیش حضور
سوئے خانہ لشکر کو اب لے چلین
نظر یانہ آتی نہین اب ظفر
مہابیر کا سنکے اوسدم کلام
کہا تو یہ کہتا تھا مین جا
بخاطر ہمارے گیا فوج لے
بباعث خودی کے نہ سینہ ہی صاف
اوسی کا ملا ہے یہ تجھکو ثمر
بتا تو بھلا اوس سے کیون ڈر گیا
دلیری کہان وہ گئی اور وہ جوش
گئی دل یہ چھا اسقدر بزدلی
کہان وہ گیا اسقدر زور شور
ہنومان نے جب یہ شہ سے سنا
رہی شرم سے پھر نہ سننے کی تاب
حقیقت مین بھیرون بڑا ہی دلیر

شجاع و جوان و جوان بخت ہے
ولیکن نہ شد کارگر زینہار
ہے نیرنگ ساز اور بانی سحر
کوئی وار تلوار تیر و تبر
چلا کچھ نہ اوس پر ہوا خوار زبون
وگرنہ بھی میدان مین ہوتا تمام
رہین اوس جوان مرد سی شاہ دور
کبھی یا انکی جانب نہ پھر رخ کرین
بس اب یا انسے چلئے سوئے دگر
ہنسے زور سے کھلکھلا کر کے رام
گرفتار بھیرونکو کر لاؤن گا
ہوا تو بھی سر بر نہ اوس سے و لے
سمجھتا ہی باتین ہماری خلاف
ابھی کیا ہے آویگا آگے نظر
گرفتار اوسکو نہ جو کر سکا
ارے اڑ گئے ایک لڑائی مین ہوش
کہ کرتا ہے نامرد اورونکو بھی
تو کہتا تھا بھیرون ہی مانند ہوں
لیا سر کو غیرت سے اپنے جھکا
کہا یونکہ اے شاہ عالی جناب
بہت مین نے چاہا ہوا وہ نہ زیر

اجازت مجھے ہو تو پھر جاؤن مین
نہ اب لوٹ یون روبرو آؤنگا

اجازت جو مجکو ہوا بکے وے
کہا شہ نے معلوم اب ہو گیا

گیا پھر ترے دلمین اوس سے خطر
نہ ہوویگا جانے سر اب کچھ حصول

اب آرام تم خیر سے جا کرو
کہ اب لیکے لچھمن کو ہم جائینگے

اوٹھایا بہت تم نے رنج و تعب
بگفتا ہنومان از شہریار

گر نہیم نہ این امر راز نہار
بلا سے رہے میری یا جان جائے

نل و نیل وانگد یہ پھر سب کے سب
کہ حاضر ہین ہم بندۂ جان نثار

مگر شہ نے مانا نہ اسبات کو
مگر جلد لچھمن کو بہجو یہان

غرض آئے لچھمن جو حسب الطلب
کہا پھر برادر سے تیار رہو

کہ تھنک جی سے لڑنا ہے ہمکو ضرور
مری فوج کو شل لگکر ٹیکے کاٹ

یہ کی عرض لچھمن نے اے شہریار
مرون یا اوسے باندھکر لاؤن مین

پکڑ لاؤنگا یا کہ مر جاؤن گا
تو جا کر کے چھوڑون بہ بے جلے

نہ ہرگز ترے ہاتھ وہ آئیگا
بس اب تجکو پہونچیگا اوس سے ضرر

یہ باتین ہین بیکار و بالکل فضول
مرے بھائی لچھمن کو یان بھیجدو

گرفتار بھیرون کو کر لائین تمھے
کرو بس اب آرام تم مل کے سب

منم کمترین بندۂ جان نثار
کہ تنہا رود شاہ در کارزار

مری عرض کو شاہ پرمان جائے
لگے کہنے یون شاہ سے باادب

چلینگے پھر اب ہمرہ شہریار
کہا تم سب آرام جا کر کرو

کرون اونسے تا راز دل کو بیان
کہا جنگ کا ماجرا اون سے سب

ہمارے بس اب ساتھ مین تم چلو
کیا ہے بڑا سخت اوسنے قصور

دیا اوسنے لاشون سے میدان پاٹ
ضرورت نہین شاہ کی زینہار

مین جاتا ہون تمہارے لیے نبرد | ابھی جا کے کرتا ہون بس گرد نبرد
خور کہتا سبھی ہوگا اگر لاکھ جان | تو مجھ سے نہ ہرگز ملیگی امان
نہ یک حملہ مین باندھکر اوسکے ہاتھ | حضوری مین لاتا ہون اب ساتھ ساتھ
کہا شہ نے یہ یاوہ گفتار ہے | نہ طاقت کسیکی یہ زنہار ہے
کہ جو اکر یہ یک حملہ جو بید رنگ | کرے بستہ اوس شیر کو وقت جنگ
شدرا جیسی ہر وہ اور نہ وہ بھوت ہے | دلاور مہا دیو کا پوت ہے
غضب یہ شہر اپنا ہی وہ بس ہے | ہے ہم جنس اپنا وہ اک انس ہے
کہا پھر یہ لچھمن نے جو حکم ہو | بجا اوسکو لاؤن جو مجھسے کہو
کہا شہ نے اب تو کرو شب بسر | عیان جس گھڑی پر ہو وقت سحر
تو ہم ہر سہ تن سو سے میدان چلین | ٹک ناتھ کے کان چلکر ملین
اوسے پہلے سمجھائین با آشتی | نکل آئے تا کام از راستی
نہ ہو سر بسر آشتی وہ اگر | تو پھر جنگ کیجے بہ تیغ و تبر
یہ سنکر ہنومان نے عرض کی | کہ شاہا مری بھی یہی ہے خوشی
یہ تجویز ہے آپ کی بر صواب | جلو مین شہنشاہ کے ہم رکاب
غرض کرکے اس بات پر اتفاق | ہوے ہر سہ عازم برائے وثاق
ہنومان و لچھمن اوٹھے باادب | گئے اپنے خیمین ہنگام شب
ہوئی رات جسدم تو پھر پہلوان | لگا پھینکنے گولہ بائیان
دھڑا دھڑ جو آکر کے گولے گرے | اوٹھا شور تب ہائے رے وای رے
کوئی ہر وسے کہتا تھا ٹوٹی کمر | کوئی چیخ اوٹھا پھٹ گیا ہائے سر
کوئی کہ اوٹھا اپنے سینہ کو کوٹ | مری بھی گئی ہائے بانہہ ٹوٹ
کسی نے کہا دے بلا جلد بھاگ | کہ کوئی مری ہائے گولے سے ٹانگ

کوئی کہہ رہا تھا یہ زاری کنان — نکلتی ہے اک دم میں اب میری جان
کہوں کیا کہ کہرام ایسا مچا — کہ شور قیامت کہو تو بجا
کسیکو نہ کرنے دیا اوسنے خواب — رکھا رات بھر مبتلائے عذاب
تمامی وہ شب اونکی غم میں کٹی — نہایت ہی درد و الم میں کٹی
غرض اسطرحسے وہ شب کی تمام — کہ کرتے رہے صبح تک رام رام



ستان روانگی شاہ سعہ لچھمن جی و ہنومان برا... جنگ و گرفتاری بٹک ناتھ بمقام رزم گاہ و مقابل آمدن... بٹک ناتھ و بودن اول سوال و جواب ۔

لبس اسے خاصہ ایک بڑی رزم ہے — کہ لڑنیکو خود رام کا عزم ہے
ہر اس عزم مین رام کی ایک گھات — کہ ہو فوج کو تا کہ ثابت یہ بات
کیسے یہ نہ کوئی کہ شہ بے گمان — لڑاتے ہین ہمکو بچا اپنی جان
بندھا ہے جو یہ دھیان پیش نظر — تو ہے شاہ کو اشتیاق سحر
کہ بھیرون سے میدان مین جا کر لڑین — اوسے باندھ لین یا کہ کشتہ کرین
گئی انتظاری مین جب شب گذر — تو پیدا ہوئی آسمان پر سحر
سحر اسپ گردونیہ پڑھ الوداع — چڑھا لیکے جب مہر تیغ شعاع
ہنومان و لچھمن سری رام چند — چلے اوس جوان کی طرف بہرہ مند
گئے ہر سہ تن جب لبسوے وغا — تو اونکو نظر دور سے یہ پڑا
کہ یک طفل مانند بدر کمال — بھرا غیظ مین اور کھلے سر کے بال
دہن سے نکلتا ہے کف بیشمار — وہ میدان مین پھرتا ہے مستانہ وار
اٹھارہ کا سن یا ہوا ونیسوان — اسی سال دونونکے تھا درمیان
مسین بھیگتی ہین جوانی کے دن — بنا ہے وہ غصہ مین ہم شکل جن
لئے اپنے ہاتو نمین کچھ روٹیان — وہ تھین روٹیان باٹیان بوٹیان
غرض شاہ نے طفل کو دیکھ کے — یہ فرمایا اوسدم ہنومان سے
تماشا ذرا طفل کا دیکھ تو — کہ ہے کسقدر جوش مین جنگ جو
ہنومان دیکھا اوسکا جوش و خروش — اوڑے ایکدم اوسکی ہیبت سے ہوش

ہوئی شہ کے بھی دلمین حیرت عجیب
ولے رفتہ رفتہ وہ پہنچے قریب

گیا قرب مین جبکہ وہ شہریار
تو دیکھا ٹبک ناتھ نے ایک بار

یہ جانا کہ اب شہریار جہان
پے رزم تشریف لائے یہان

نہ کچھ بات کی اور نہ پوچھا ذرا
جوان جیسے پھرتا تھا پھرتا رہا

کہا رام نے کودک بد خصال
تو پھرتا ہے کیون یا نپہ شل شغال

ادھر آ مرے سامنے کر بیان
کئے کشتہ کیون تو نے میرے جوان

کیا قہر سے کچھ ہمارے نہ باک
ہزارون کئے نوجوان جو ہلاک

بس اب ڈال گردن مین اپنے کمند
تو خود آ مرے روبرو ہو کے بند

نہ بن مست و مدہوش آہو شمین
اطاعت کے حلقہ کو کر گوش مین

کیا تو نے ہے انتہا کا ستم
سمجھ حق مین اب اپنے انکار سم

نہ برباد کر مفت مین اپنی جان
ہماری نصیحت کو اسوقت مان

لڑیگا اگر ہم سے ہوگا خراب
ہماری نہ ہے جنگ کی تجکو تاب

یہ لازم ہے پابستہ ہوکر تو آ
کہ ہم بخشدین تیری ساری خطا

کریگا جو اسوقت پر ساسنا
تو ہے سہل ہم کو ترا باندھنا

تجھے ہم جو باندھینگے جبراً اگر
تو زندہ نچھوڑین گے اے کینہ ور

جواب ٹبک ناتھ

یہ سنکر جوان نے دیا یون جواب
کہ اے فخر جمشاہ عالی جناب

کسیکو نہین ہون مین پہچانتا
نہ ہون رام لچھمن کو مین جانتا

تمہاری اطاعت سے کیا مجکو کام
مین ہون بھگوتی جی کے درکا غلام

کسی کو نہ لاتا ہون مین دھیان مین
ہے بس حلقہ بھگوتی کا کان مین

نہ جنگ و جدل ہے بہی مجکو حذر
کسی پرند مین نے کیا ہے ستم
نہ کی آپ کی فوج مین نے ہلاک
رکھیگا نہ جو اپنے جینے کی آس
ہلا دونگا جھنجلا کے جو اپنا سر
براہ عنایت کرے شہ نہ جنگ
نہ مانا جو یہ شہ نے میرا کہا
قریب اپنے آنے نہ دونگا کبھی
ہے اوپر مرے بھگوتی کی دیا
یہ بہتر ہے شاہ جہان لوٹ جا
جو بھڑکیگی یکبار نار غضب
رہیگی نہ اوسوقت اسکی تمیز
جو ہے شاہ کی فوج ٹھیریگا لی
تماشا ذرا دور سے بیٹھ کر
مٹا دون نشان فوج کا اس نمط
جو چھانے کوئی خاک اونکی بساط
مناسب نہین شاہ کو کارزار

تمھارے نہ قہر و غضب کا ہے ڈر
نہ ہے گردش چرخ کا مجکو غم
ملی جنگ مین در تہ خون و خاک
مرے باندھنے کو وہ آویگا پاس
رہینگے نہ پھر انس اور جانور
لڑین اور شہ کے سوا بیدرنگ
کرونگا یہ مجبور پھر سامنا
کرون جہد و کوشش مین پھر خوبسی
شہنشہ کا لڑتا ہے بس ناروا
مقابل مین اسوقت میرے نہ آئیگی
تو باقی رہیگا نہ پاس ادب
کہ یہ شخص ہیگا نہ ہے یا عزیز
ابھی سب کی آئی ہے دم مین اجل
رہین دیکھتے شاہ پھر کر نظر
اوڑے کار دے جیسے حرف غلط
تو سیدا نہو نیزہ استخوان
یہ کی عرض آئندہ ہے اختیار

مصاف سوم جنگ کردن شاہ از شٹک ناتھ و مقابل آمدن هنومان و کردن گرز بازی بر سر شٹک ناتھ و بعدہ مصروف گشتن و بالاے سر آوردہ انداختن هنومان را بالاے کوہ



بس اے خامہ اب کچھ نکر تو درنگ
سنا مجکو سویم تو حال مصاف
ہنومان وبھیرون کی کشتی کا حال
بس اب خامہ ہوتا ہی یون تر زبان
خلاف ادب تھا جو اوسکا جواب
غضب سے وہ چہرہ ہوا خون ناب
دیا حکم لچھمن کو یہہ آنزمان
سلامت نہ جائے بسوئے دگر
ہنومان سے بھی کہا اے جوان
نکال اب بیک گرز سر کا دماغ
اجازت ہے کر شوق سے اوس سے یودھ[1]
ہنومان بولے مین ہون جان نثار
یہ کہکر کے آگے بڑہا وہ جوان
بڑہے والنسے لچھمن بھی میدان مین
ولے جسم وجانکو نہ پہنچا گزند
کہ پہنچا ہنومان اور بے دریغ
پڑی خود پر سر کے تیغ دودم
ہنومان نے اوس گھڑی جوش کہ
ہوئی گرز کی الامان وہ صدا
ہوا سر مین اوس ضرب سے اسکے درد
گیا بس ہنومان سے وہ لپٹ

بیانکر تو اب رام وبھیرونکی جنگ
ولیکن نہ ہو کوئی کلمہ خلاف
بیان کر تو وہ بھی تمام وکمال
دیا شہ کو پاسخ جو بھیرون نے وان
رہی شاہ کو سنکے ہرگز نہ تاب
بنین چشم خونین برنگ شہاب
کر و اسپہ بوچھار تیر وسنان
کر و سفتہ تیرون سی اسکا جگر
لگا اسپہ اب تو بھی گرز گران
کہ ہوجائے کالی کا گل یہ چراغ
کہ ہو یہ دیا مائی کالی کا او دہ[2]
ابھی گرز کی اسکو دیتا ہون مار
عقب سے کئے تیر شہ نے روان
چلانے لگے تیر ہر آن مین
نہ عاجز ہوا وہ یل ارجمند
لگایا جوان مرد پر زخم تیغ
گئی لوٹ وہ تیغ خود یک قلم
کیا گرز کے وار کو بھیر رہا
کہ پہنچی زمین سے وہ لے تا سما
بھر ابھر تو غصہ مین وہ شیر مرد
بحال غضب مثل اثر در جھپٹ

۱- [illegible]
۲- [illegible] اور [illegible] دیا چراغ

دلیری یہ دیکھ اوسکی تھرا گیا +
بمصداق سعدی شدہ ہوش گم
نہ دیکھی کسی طور سے جب امان
دگر گفت آن سعدئی شیر مہر
کہ چون گربہ عاجز شود وقت جنگ
غرض ہر دو تن مثل پیل دمان
کیا اسقدر زور لا انتہا
لڑے ٹھونک خم اسقدر وہ جوان
ہنومان نے اس جوان کی کمر
کہ کرتا اگر زور وہ کوہ پر
ہلا کر کے یکدم سے سارا پہاڑ
مگر یہ جوانمرد قایم رہا
غرض دیکھ یہ قوت نوجوان
ہوا اوسکا ہیبت سے پانی مزاج
ٹھٹک جی بھی دل مین لگا کہنے وان
جدا گشتہ وراست کر زند دم
ذرا دیر ٹھہرے بہ رنج و محن
بہانتک لڑے پھر وہ باہمدگر
سراپا ہوئے عرق مین دونون تر
چنان بود احوال بایکدگر
ٹھٹکنا تھا جیون دید زمین طور سر

پسینہ ہنومان کو آگیا
کہ حیرت گرفت آستینم کہ قم
بہ مصروف کشتی شدہ آنزمان
بہ تصدیق این بیت شد جلوہ گر
برآرد بہ چنگال چشم پلنگ
لگے زور کشتی مین کرنے وہان
کہ رن کی زمین شق ہوئی جابجا
عطش سے گئی سوکھ کام ودہان
کیا زور پہلے پکڑ اسقدر
تو قوت سے اپنے اوسکے سر بسر
پرکاہ کی طرح لیتا اوکھاڑ
ہلانے سے اوسکے نہ مطلق ہلا
ہنومان کو بس ہوا خوف جان
یہ سمجھا کہ بس زور آخر ہے آج
کہ دراصل ہے یہ جبری پہلوان
نہ لیکن شدہ کینہ از سینہ کم
لگے پھر لپٹ باہمی ہر دو تن
کہ باقی نہ ہرگز رہا کچھ ہنر
نہ لیکن ہوا کوئی زیر و زبر
نہ آنرا خطر شد نہ این را ظفر
کہ غالب نہ گشتم چو ہنگام جنگ

شده آنزمان سخت اندوه گین
ازان بعد پھر پیش یہین آن کے
کھڑک دھاری کو بدل یاد کر
دگرگون ہوا پھر تو حال نبرد
جمے پائون تھے گرچہ شکل پہاڑ
لگی پھر نہ کچھ دیر لب پا گیا
اوٹھا سر سے اونچا ہین چند بار
بمصداق فردوسی پاکدین
قضا گفت گیر و قدر گفت ده
لیا پھر ہنومان نے دل کو تھام
بگفتا ہنومان با درد دل +
گرے جب ہنومان اوس کوہ پر
گئے درد سے بھول چون و چرا
نکلنے لگا منہ سے برعکس نام
مگر جان کو کچھ نہ پہنچا گزند
سراسر بگرلیست ہمت ہوئی
دیا جب ہنومان کو یون ہٹا
چلا ستّے شہنشاه و لچھمن پے تیر
پھٹا گرچہ وہ جوشن پر نشان
جو تیر ونکو دیکھا کہ ہین پر خطر
دلیری سے پھر جانب شہ چلا

مگر گشته از خشم چین بر جبین
گرہ کر کہا ہائی کالی کی جے
دیا ایک جھٹکا پکڑ کر کمر
ہنومان جی ہوگئے گرد برد
لیا پھر نکب جی نے کہکرا و کھاڑ
زمین سے اوٹھا سر سے اونچا کیا
گھما کر دیا پھینک بر کوہسار
ہوئی راس این بیت شد بالیقین
فلک گفت احسن ملک گفت زه
گرے وانبہ کرتے سوئے رام رام
کہ یا رام بندہ شده مضمحل
ہوئے چور کل اوستخوان ہر لسبر
کہا ہائے رے مین مرا رے مرا
مرا موںہہ سے نکلا کہا جبکہ رام
سلامت رہا وہ پل دروسند
کہ میدان کی پھر خبر آتی ہوئی
تو پھر جانب شہ وہ آگے بڑہا
کہ گذرے وہ یک لخت جوشن کو چیر
دلے جسم کو کچھ نہ پہنچا زیان
تو لایا جوان مرد شہ پر سپیر
ہوا شہ کو اوسوقت پر دغدغا

یہ لچھمن سے بولا شہ نیک نام — نہیں اب ہے غفلت کا اسوقت کام
رکے ہی نہیں یہ جوان دلیر — ہے آتا چلا نعرہ زن مثل شیر
دلیری سے اوسکی ہمین ہے خطر — کریگا یہ حملہ ضرور آن کر
ابھی ذکر تھا بس یہہ باہم ہمین — کہ پہنچا جوان طرفۃ العین مین
یکایک جو ہین شہ نے پھیری نظر — تو پھیرونکو دیکھا کھڑا الشت پر
ہوئی دیکھ جرات یہ حیرت دوچند — مقابل ہوئی لیکے لچھمن کمند
کمند اپنے لچھمن نے جب کی رہا — تو پھیرون گیا سر کو اپنے جورا
نہ ہرگز ہوا وہ جوان اوسمین بند — گئی صاف لچھمن کی خالی کمند
جوان کا ارادہ ہوا بعد ازان — کرے وار لچھمن پہ اپنا روان
کہ پھیرون سے شہ نے کہا یہ پکار — نہ لچھمن سنے اسوقت کر کارزار
بس اب ہوگیا روز روشن تمام — قریب آگیا اے جوان وقت شام
مناسب ہے اب خیر سے لوٹ جا — سحر کو مسلح تو پھر ہو کے آ
یہ نخوت کا سر مین بھرا ہے جو دود — نکل جائیگا مغز کا سب غدود
لڑائی سے ہرگز تو واقف نہین — ہے بیفائدہ اسقدر بغض و کین
ذرا آج کی رات تو صبر کر — سحر تیری لونگا بخوبی خبر
نہین ہی تجھے صبر کی تاب جو — تو آ کر مقابل ہمارے تو ہو
ترے جنگ سے کچھ نہیں ہمکو بیم — مگر اک ندامت سے دل ہے دو نیم
کہ گر وقت پیکار اے شیر مرد — اگر ہو تو کشتہ بروز نبرد
تو پیش مہادیو عالی وقار — کرونگا بھلا کسطرح چشم چار
کرین مجھ سے جسوقت دریافت یون — کہ پھیرون کو تمنے کیا قتل کیون
تمھارے وہ تب سے تھا بیخبر — وہ نادان تھا کمسن اور بے ہنر

مگر تم تو دانا تھے اور باخبر
دیا جان کر تم نے درد جگر
کہین مجھ سے اسطور جب وہ جناب
دو یم بھگوتی جی کا بھی ہو عتاب
کیا قتل ہم نے جو راون کو تھا
کرین بھگوتی جی کرم کی نظر
نہ ہرگز ہوئی وہ تمنا حصول
مصافت یہانتک کی ناحق ہوئے
صد افسوس اوترا نہ وہ سر سے بار
نہ لڑنے کو یان فوج لائی تھی ہم
شروع ہو گئی آکے یان تجھسے جنگ
تجھے اونکی یادا شمین کیا کرین
پڑی ہے لیس و پیش مین اپنی جان
نہ کہنے کا ہوتا ہے تجھپر اثر
کشاکش و پیچ مین جان ہے مبتلا
تو دنیا مین اب ہم کو رسوا نہ کر
تری ماکے درشن سے ہم آئے ادہر
لبس اب ہم بھی جاتے ہین لوٹ ابہم
ترے جنگ سے سود دنیا نہ دین

خطا سے کبھی لازم تمہین درگذر
کیا قتل میرا جو تو نے نظر
تو کیا اسکا پھر دون مین انکو جواب
نہ درشن سے پھر وہ کرین کامیاب
یہان پھر تھا آنے سے یہ مدعا
یہ دوش اپنے گردن سے جائے اوتر
لڑائی گئی اور تھی یہ فضول
دگر گو نہ یک فکر لاحق ہوئی
گلے کا تو دیگر بنا میرے ہار
یہان صرف درشن کو آئی تھے ہم
ہوئے قتل صدہا جوان بیدرنگ
جو مارین تو اپنے کو رسوا کرین
نہین باز آتا تو اے نوجوان
نہ ہوتی ہے فکر دگر کارگر
کہ ہے جبکا کہنا نہ سننا بھلا
کسی طور سے مانجا اے پسر
کیا خوب تو نے ہمین سرفراز
بلا سے ہوئے گو نہ درشن اگر
برائی بجز اور حاصل نہین

جواب ٹبک ناتھ

یہ سنکر کے پھر دیو نے شہ سے کلام
نہین مجکو کچھ روز روشن سے کام
نہ خایف شوم از کسے دیو جن
بدارم نہ کمزور در سر غدود
حقیقت مین مجکو نہین تاب صبر
مگر اس گھڑی حکم سے شاہ کے
سحر کو مگر آؤنگا پھر ضرور
نہ مطلق کسی کا ہے مجکو حذر
مگر رات کو بھی کرونگا نہ خواب
یہ فرمایا جو شاہ نے رحم کھا
تو پیش جہاں دیو ہو سر فرو
کرین شاہ اس فکر کو دل سے دور
کرو دل مین اسکا نہ کچھ وسوسا
امر ہون مین اے شاہ زیر فلک
مگر اس سے دونا ہے مجکو خیال
مرا جسم ہے کل ہوا کی نظیر
ہوا کو پہنچتا نہین کچھ ضرر
جلندھر جو بھائی مرا ایک تھا
کیا اوس نے ہر اک کا دم ناک مین
ہر اک دیوتا اوس سے عاجز ہوا
مین ڈرتا ہون اس سے مبادا اگر

کہا یون کہ اے شاہ عالی مقام
بلا سے مری ہوگئی گرچہ شام
نظر مین ہے یکسان مجھے رات دن
کہ آرد شہنشاہ از وے جود ود
کہ زہرہ بدارم مثال ہژبر
مین جاتا ہون لوٹا ہوا اب اولے
رہے دہیان اسکا بھی پیش حضور
کرونگا نہ مین جنگ سے درگذر
چلاؤنگا گولے بہت بے حساب
کہ گر کشتہ ہو تو بوقت وغا
ندامت ہو اسکی وہان شاہ کو
تردد یہ ناحق کا ہے اے حضور
نہین شہ کے ہاتھون سے میری قضا
نہین موت مجکو قیامت تلک
نہ پہنچے کہین جسم شہ کو زوال
مگر شہ نے دہارن کیا ہے سپر
مگر جسم کو شاہ کے ہے خطر
پھر شے ایس سے جتنے تھے سب دیوتا
ملا بر کسی سے نہ وہ خاکمین
بڑی مشکلون سے وہ آخر ہوا
جو پہنچا کہین شاہ کو کچھ ضرر

جلندھر کے مانند سب دیوتا
بگڑا اور سب مل کے بیخوف باک
کہا شاہ نے جو کہ اسکا ہے غم
لڑائی ہوئی یان بجائے خوشی
نہین اسمین مطلق ہے میری خطا
اجازت بنا بھگوتی مائی کے
مگر شہ نے مجھسے نہ پوچھا کچھا
جو دیکھی تو یہہ رسم ہی اور ہے
بلا حکم مالک و دربان کے
مزاحم ہو دربان اگر کچھ ذرا
نہ دیتے مری قید کا حکم گر
در بھگوتی تک بصد امتیاز
ملیگی نہ اب بھگوتی جی کی دید
سوا اسکے اب صلح بھی دور ہے
تو سیتا و لچھمن کو لے جلد تر
مگر لشکر شہ جو ہے بیکران
نہ چھوڑونگا اک بوزنہ نام کو
ہنومان و انگد جوان نل و نیل
دیا پھونک شیطان ان کا نہین
قسم بھگوتی جی کی بےخوف و باک
کرونگا نہ اس بات سے درگذر

رکھین مجھسے پھر بغض و کینہ بسا
کرین مجکو مثل جلندھر ہلاک
کہ آئے تھے اسجا پہ درشن کو ہم
بعوض ہنسی کے ہوئی یان کھسی
کرین شاہ خود غور دلمین ذرا
تمھین جانے دیتا مین کس طور سے
قدم اپنا ڈیوڑہی کے اندر رکھا
کہا بکا یہہ فرمائے طور سے ہے
چلے جاوین بے خوف اندر سبھی
تو حکم اوسکو ہو قتل یا قید کا
تو بیشک مین تھا شاہ کا رہنما
پہنچتا مین لیکر تمھین با نیاز
بھلا دیجئے دل سے اسکی امید
اگر بات یہہ شہ کو منظور ہے
چلے جائین خود شاہ جاہین جدہر
مٹا اسکا دونگا مین نام و نشان
نہ خونخوار خرسان سیہ فام کو
جو رکھتے ہین سب سے بڑے ڈول ڈیل
کسیکو نہ لاتے ہین وہ دھیان مین
ملا دون بیکدم تہ خون و خاک
اگر ہو وے دنیا ادہر کی اودھر

مجھے بندروں نے جو ٹوٹا دیا
بڑی شرم و غیرت کا ہے یہ مقام
مری شے کی قدردانی بڑی
نہ باقی ہے اب مجکو صبر و قرار
کہ خرسان اور لوزنہ زشت خو
کریں حیف صد حیف وہ مجھ سے جنگ
بھلا شاہ وہ صبر کیونکر کرے
بڑے حیف کی بات ہے شہریار
نہ ہوتی اگر بھگوتی کی مدد
ہزاروں پڑے مجھ پہ گرز اور تیر
مگر میں نے بھی اُنکو اسکا مزا
نہ بھولینگے ہرگز کبھی عمر بھر
ہنومان بھی مجھ سے ایسا لڑا
دکھایا بہت آنکر اپنا زور
یقیں ہے بچا ہو نہ وہ پہلوان
تو اُنکے بھی ایسا کروں اُسکو شاد
نل و نیل وانگد نے بھی بیکران
مجھے پوچھنا اونکا بھی ہے مزاج
کہ آرام سے پھر بزیر فلک
کیا جبکہ پھروں نے ایسا بیان
ولے ہو گئی تھی نہایت جو شام

مری کیا خطا تھی جو ایسا کیا
بس اب مار مر جائیے کر اپنا نام
یہ کی آنکر مہربانی بڑی
ہوا ہے مجھے رنج یہ بے شمار
دلیری دکھاویں مرے روبرو
مقابل وہ ہوں با کمان و خدنگ
کہ میدان میں جو بندروں سے بٹے
لڑیں لیک تن سے ہزاروں سوار
تو وار اون کے کسطور کرتا میں رد
مجھے جانتے لوزنہ تھے حقیر
دیا خوب اچھی طرح سے چکھا
کریں گے مجھے یاد شام و سحر
مرے سر پہ مارے ہزاروں گدا
دیا پھینک میں نے اوسے مثل گو
جو شاید وہ بچکر پھر آیا یہاں
چھٹی کا اوسے دودھ آجائے یاد
لگائے مرے سر پہ گرز گران
کروں انکا بھی جلد عمدہ علاج
یہ سوئیں کہ جاگیں نہ محشر تلک
تو غصہ میں آیا وہ شاہ جہان
لڑائی کا اوس وقت پر تھا نہ کام

کہا شہ نے بھیرون سے جا لوٹ اب
ہمین بھی ہے منظور اب ہو سو ہو
جوان نے کہا خیر جاتے ہین ہم
رہین رات کو کل جوان ہوشیار
جتائے دیتا ہون اسبات کو
یہ انصاف خود شاہ دلمین کرین
ہنسا سنکے یہہ تب شہ بے نظیر
مگر خیر اسوقت اب لوٹ جا
یہہ سن لوٹ آیا جوان خوشخرام
گئی اک پہر رات جسدم گذر
اوٹھا باٹیان اپنے ہاتھونمین لے
لگے گرنے گولے جو اولے کیطور
گرے گولے جب آدہر ادہر اور ہون
مچی واویلا و شور اسقدر
پہر رات سے لے سحر تک جوان
ہزارون ہی او سرات بند رمرے

نکل جائیگا کل ترا زعم سب
نکالین ترے سر سے اس زعم کو
سحر دیکھنا لو نہین آتے ہین ہم
چلاونگا مین باٹیان بیشمار
کہ سو وین نہ آرام سے راتکو
کہ مین شب کو جاگون وہ سوتے رہین
کہا ہے تو بھیرون بڑا ہی شریر
وہ کرنا جو کچھ ہووے تیری رضا
گئے اپنے خیمونمین لچھمن و رام
لئے جنگ باندھی جوان نے کمر
مچادی وہین ایکدم لے دے
تو گرنے لگے نوجوان ملکے شور
لگا بہنے سر پھیٹ کے خرسونکا خون
کہ قبرون سے مردے اوٹھے چونککر
چلاتا رہا گولہ باٹیان -
بڑے سوئے تار سے جھنڈ رمرے

مصاف چہارم رفتن لچھمن در میدان جنگ و گرفتار شدن ٹکناکھ در کمند و لیوون عتاب بھگوتی و تاریک شدن جہان و باریدن ژالہ از آسمان دو روز بدن ہوائے تند و سخت و شکستن کمند و رہا شدن ٹمک ناتھ از دست لچھمن


سیتا
ہنومان
رام
لچھمن
بھیرون
دیبی

کدھر اب لگی ہے تیری خامہ دہن ... فلک در پئے رنج ہے میری سن
زمانہ کی حالت ذرا سن جگر ... تو اب پھینکدے بال و پر تو جگر
صد افسوس وہ شاہ باز بلند ... لبس اب دام مین آکے ہوتا ہی بند
ادھر اب لگا کر ذرا اپنے کان ... سنو رنج اور غم کی یہہ داستان
عیان شد چو روز چہارم سحر ... شدہ آفتاب عالم جلوہ گر
اوٹھا خواب راحت سے شاہ جہان ... ہوا تخت پر آکے جلوہ کنان
سران سپہ بھی گئے سب تمام ... ادب سے کیا جھک کے سب نے سلام
ہنومان و لچھمن بھی دو نون پہلوان ... ہوئے جا کے پابوس شاہ جہان
جھکایا جو لچھمن نے سر پاؤن پر ... تو جلدی سے شہ نے اوٹھا اونکا سر
سر و چشم کو اونکے بوسہ دیا ... اٹھا تخت پر پاس اپنے لیا
سران سپہ کے جو تھے مردمان ... لگے کرنے رو رو کے سب یون بیان
کہ اے شاہ امشب ہزارن جوان ... ہوئے کشتہ از گولہ باٹیان
بہت رہ گئے یونکے یونہین دھرے ... کچھ اک ڈر سے کچھ باٹیون سے مرے
قسم کھا کے کرتے ہین اب عرض ہم ... کہ باقی نہین ہے ذرا ہم مین دم
رکھین کسطرح اپنا پاے ثبات ... وہ دیتا نہین رات کو بھی نجات
لڑائی کو وہ تو سمجھتا ہے کھیل ... مگر ہم سے ہوتی نہین مار جھیل
نہ دیتا ہے وہ چین سے بیٹھنے ... نہ پاتے ہین سونے نہ اور لیٹنے
ٹھکانا نہ کھانے نہ پینے کا ہے ... نہ کچھ آسرا اپنے جینے کا ہے
اگر بھاگ جائین تو جائین کہان ... رہین گر تو ملتی نہین یان امان
لڑائی جو ہو ڈھنگ کی تو لڑین ... مرین گر تو دس پانچ کو لے مرین
پر ایسی لڑائی نہ دیکھی کہین ... مرین ہم ضرر اوسکو مطلق نہین

نہ لنکا مین ایسے ہوے ہم تہ تنگ ۔ ہوئی رانکو وان کسیدن نہ جنگ
ہمارا لیا عیش و آرام لوٹ ۔ خدایا گرے آسمان اوسپہ ٹوٹ
اچانک سے آجائے اوسکو اجل ۔ گرے ایسی بجلی کہ وہ جاے جل
کہو رام جی کیا کرین ہم بھلا ۔ گئی یان چہٹ ہم کو کیسی بلا
سرا لو کہ جاوے اوسی سانپ سے ۔ کہ بیجا دے سوتے کا سوتا وہ بس
کرو رام جی جلد اسکا بچار ۔ وہ ڈالیگا بے موت ہم سبکو مار
کہا شاہ نے فوج سے سنکے یون ۔ کہ افسوس اب ہو پریشان کیون
تمہارا سراسر تو یہہ قول تھا ۔ کہ لنکا کو ہے فتح ہم نے کیا
کئے سیکڑون قتل لنکا مین دلو ۔ یہان کیا ہوا وہ تمہارا غرلو
وہان تو ہزارون سے تنہا لڑے ۔ کھڑے سی یہان یک بیک گر پڑے
کہ اک تن سے یہہ خوف پیدا ہوا ۔ کہ کرتے ہو زاری و شور و بکا
تمہین کیا کہیگا زمانہ بھلا ۔ کرو پاس کچھ اپنی اوس بانکا
سپہ نے یہہ جب رام جی سے سنا ۔ لگے عرض کرنے وہ سب سر جھکا
کہ لنکا مین بیشک کیا ہم نے کام ۔ ولے کام اپنا ہوا یان تمام
نہایت ہی ہمکو تھا پیش و لیس ۔ کہ کیون یا نہ چلتا نہین اپنا بس
شک نا تھا سا اس جہان مین دگر ۔ نہ آتا ہے اے شاہ کوئی نظر
نہ ہے اسکی قوت کی کچھ انتہا ۔ لیا آزما ہر طرح سے تمہا
کر اب فکر اے شاہ والا صفات ۔ ملے تا ہمین اس بلا سے نجات
یہہ سنکر وہ ان کی ہر دو بد گفتگو ۔ کہ زندہ نہ چھوڑونگا مین ایکو کو
کہینگے جو الیشر بچاونگا جان ۔ کیا ہم نے اپنے کو مردہ گمان
اودہر تو یہ کتھا ذکر اسطور ہے ۔ اودہر وہ نہ جوان مرد با کر و فر

ہوا آکے میدان مین رزم خواہ
جسے ہووے لڑنیکی مجھسے ہوس
سنی شہ نے آواز بھیرون کی جب
لیئے جنگ اب لیکے تیر و کمان
پہنچکر قریب اوسکے پھینکو کمند
عقب لیکے ہم لشکر بے عدد
نہ کرنا کسی طرح کا اضطرار
یہہ سن حکم لچھمن ہوئے اوٹھ کھڑے
مقابل ہوئے جب ٹیک ناتھ کے
کہ اے طفل کیون جان جانسے تنگ ہے
تو ہی لاکھ گر نوجوان بے بدل
اسی باتمین ہے تری بہتری
نہ بگڑیگا کچھ تیرا او بد حواس
گرا دینگے ہم در گذر سب خطا
جوان نے کہا کیجئے اب معاف
یہ سب محض بے سود ہین وعظ پند
نہ اس بات کا ذکر اب کیجئے
اگر جنگ منظور ہے تو کرو
رہا اب نہ کچھ کہنے سننے کا کام
قیامت مچادونگا رن مین ابھی
کوئی لاکھہ سر کا اگر نیکے آئے

یہ آواز دی آکے اے بادشاہ
مقابل وہ ہووے مرا آکے بس
یہ فرمایا لچھمن سے اے بھائی آپ
شتابی سے ہو سوے میدان روان
کرو جلد جا اوسکی گردن کو بند
پہنچتے ہین جلد ہی سے بہر مدد
نہونا کسی طور سے بیقرار
قدم بوس ہو سوے میدان چلے
تو لچھمن یہہ بھیرون سے کہنے لگے
ترے مارنے سے ہمین ننگ ہے
دلے مانجا کر نہ جنگ و جدل
وگرنہ نہو ویگی پھر جان بری
فقط دست بستہ تو چل شہ کے پاس
کرین ماسوا اور بھی کچھ عطا
یہ کہتا ہون مین آپسے صاف صاف
مین لاؤنگا تمکو بزیر کمند
نصیحت کو تہہ کرکے رکھ دیجئے
جو کہنا کہتا ہے تو گھر جا کہو
وہ سب ہو چکا پیشتر ہی تمام
نہ جاؤنگا پابستہ ہو کر کبھی
نمانونگا بر ہما بھی گر لوٹ جائے

نہ کی مین نے کچھ رام جی کی خطا
ہے ور بکار بھگوتی کی بد د
یہ سنکر کے لچھمن ہوئے پر غضب
بہت ہم نے چاہا کرین درگذر
یہ بولا جوان بس نہ اب کچھ کہو
نہ باقی رکھو کوئی ارمان دل
نہین موت اپنی سے مجکو خطر
یہہ سنکر رہی پھر نہ لچھمن کو تاب
اوسی حالت غیظ مین بیدرنگ
لگا نوجوان کے جو آکر کے تیر
ہوا تیر کھاکر جوان خون مین تر
کھڑگ ہاتھ مین لے اوٹھائی سپر
جو لچھمن نے دیکھا وہ آتا ہوا
مگر تھے یہہ لچھمن بڑے تیز دست
ہزارون کئی دم مین گو تیر سر
جو لچھمن نے دیکھا یہ حال جوان
ہوئے تیر کے مارنے سے نہ بند
برابر جو وہ بانکے تیر تھی
کہ اپنا کھینچکر کرے اونپہ وار
ادہر تو یہہ تھی گرم ترکار زار
مدد کو برادر کے باکرو فر
نہ کچھ چاہتا ہون مین اونسے عطا
کرون تاکہ حرب تمھارے مین رد
یہ بھیرون سے بولے کہ سن لو اد
مگر موت آتی ہے تیری نظر
ذرا سی بھی تم درگذر مت کرو
نکالو وہ سب اپنے دل غش و غل
کرو وار اپنے مرے جسم پر
لگی کھانے غصہ سے وہ پیچ و تاب
جو بھیرون پہ چھوڑا کمان سے خدنگ
گیا جسم مین گھس وہ جوشن کو چیر
اوٹھا پھر تو جھنجلا کے وہ شیر نر
چلا سمت لچھمن کے وہ نام ور
تردد سا اک دل کو پیدا ہوا
یہ چاہا کرین اسکو تیرون سے پست
نہ لیکن کیا ایک نے بھی اثر
ہوئے پھر وہ حیران آئینہ سان
چلائے ویلے اور بھی چار چند
تو فرصت نہ بھیرونکو اتنی ملی
رہا خود حفاظت مین وہ ہوشیار
اودھر رام لے لشکر بے شمار
ہوئے آکے میدان مین جلوہ گر

یہ دیکھا کہ لچھمن چلاتے ہین بان ‏ اونھین ڈہال پر روکتا ہی جوان

غرض دیکھ یہ حالت کارزار ‏ یہ آواز دی رام نے ایک بار

کہ لچھمن ہراسان نہ ہونا ذرا ‏ ہم اب آگئے دل کو رکھنا ہرا

لڑائی مین اب تم لگاؤ نہ دیر ‏ بس اب باندھ لو جلد کر اسکو زیر

سنی جبکہ لچھمن نے آواز رام ‏ تو ہو شادمان دلمین وہ نیک نام

یہہ تیرون سے کام اپنے اوسلام لیا ‏ جوان کو نہ پاس اپنے آنے دیا

برسنے لگے تیر جب ایک لخت ‏ تو پھرون پہ آکر پڑا کار سخت

مگر آفرین تجھپہ اے ذی ہمم ‏ کئے تیغ سے تیر صدہا قلم

وہین نعرہ زن ہوکے پھر لام پر ‏ لگا بڑہنے آگے کو ہر گام پر

بڑہا جبکہ آگے کو یہہ نیک نام ‏ مع فوج آئے نظر اسکو رام

جوان نی وہین دیکھکر رام کو ‏ کہا مائی کالی مددگار ہو

یہہ کہکہ پھری جوشمین اک شلنگ ‏ پہنچ قرب لچھمن گیا بے درنگ

گیا قرب لچھمن جو بہر نبرد ‏ ہوا شاہ کا دیکھ کر رنگ زرد

لگے کہنے چلا کے تب شہریار ‏ خبردار لچھمن ہو اور ہوشیار

کہ یہہ طفل ظالم بڑا سخت ہے ‏ یہہ پھر چھا دیو یک لخت ہے

ہوئے ہوش لچھمن بھی دیکھ اسکو گم ‏ ولیکن دلیری یہہ بولی کہ قسم

رہا کن یہ ہمت در اندم کمند ‏ بکمن گردن نوجوان را بہ بند

ٹنک نانھ اوسوقت تھا جوشمین ‏ یہہ لچھمن جو تھے اپنے تھے ہوشمین

جو تھا سست و مدہوش وہ نوجوان ‏ کمند اوسپہ لچھمن نے تب کی روان

چھٹی دست لچھمن سے جسدم کمند ‏ ہوئی گردن نوجوان آہنین بند

ہوئے شاہ یہ دیکھکر حال شاد ‏ یہ فرمایا بر آئی دل کی مراد

سران سپہ بھی ہوئے شاد کام
گرفتار جس دم ہوا یہہ جوان
کہا سب نے لچھمن سے یون شاد ہو
ہزار آفرین آپکے ہاتھ کو
سمجھتا نہ تھا اپنے ہمسر کوئی
کسیکو نہ لاتا تھا یہہ دھیان مین
جوان کا جو تھا ایک کتا رفیق
نہایت وہ اُسکا ہوا خواہ تھا
گلے بیچ سنڈون کی مالا پڑی
گرفتار بھیرون کو دیکھا جو وان
ہوا رنج مین اسقدر مبتلا
نہ تھا اس سوا اوسکا وان داد خواہ
وہان بلکہ تھی ہر کسیکو خوشی
یہہ کتا جو تھا غم مین ہو مبتلا
قدم پر دیا شہ کے رکھ اپنا منہ
زبان گو نہ تھی پر یہہ اظہار تھا
رہا عجز کرتا یہہ گو بے زبان
ہٹا بلکہ اوس سگ کو وانسے دیا
گرا پھر وہ لچھمن کے جا پاؤن پر
نہ لچھمن نے بھی اوسکا کہنا سنا
ہوا پھر تو وہ سگ پریشان کمال

بجانے لگے ملکے بغلین تمام
لگے کودنے ریچھ و بندر وہان
کہ پکڑا اپڑے اس زبردست کو
کہ باندھا جو اس سے ٹنک ناتھ کو
شجاعت بس اب ختم یکسر ہوئی
پھرے تھا دوان وسط میدان مین
ہوا دیکھ یہہ حال غم سے رقیق
ہر اک جا پہ رہتا وہ ہمراہ تھا
رہی پونچھ تھی اوسکی ہر دم کھڑی
لگا رونے منہ کر سوے آسمان
زمین پر لگا لوٹنے جا بجا +
کہ کرتا جو حالت کو اپنی تباہ
ٹنک جی پہ تھا عالم بے کسی
بہ پیش شہنشاہ روتا گیا
لگا کرنے منت سے وہ یہہ کہہ
کہ اے شاہ بھیرون کو کر دے رہا
نہ لیکن ہوا شاہ کچھ مہربان
نہ کچھ عجز پر غور اوسکے کیا +
یہی مدعا دلی سوچ کر
دیا اپنی ٹھوکر سے اوسکو ہٹا
کہون کیا جو اوسکا ہوا غم سے حال

ازان بعد سر سوے گردون اٹھا
لگا رو کے الیشر سے کرنے دعا
ہوا اسکے رونیکا ایسا اثر
کہ پہنچی غرض بھگوتی تک خبر
اودہر تو گئی اسکے سگ کی دعا
ادھر اس جوان نے بھی کی التجا
وہ بھگوتی تک بصد شور وشر
جو اکدم سے دونون کی پہنچی خبر
تو گھبرا گیا بھگونی جی کا دل
گیا بلکہ ایک بار سینہ مین ہل
ہوا جوش خون سے یہ دل بیقرار
بہے دونون آنکھون سے اشکون کے تار
رہی شرط غم سے نہ جب دلکو تاب
تو پھر اپنا نازل کیا یون عتاب
سوئے آسمان پڑھ کے کچھ دم کیا
کسیکے نہ مرنے کا پھر غم کیا +
بیک لحظہ زین طور نوبت رسید
تو گوئی کہ صور قیامت دمید
اوٹھا شور اک از زمین تا زمان
ہوا جس سے تاریک سارا جہان
ہوا اور آندہی چلی ایسی تند
کہ آنکھونمین چھایا جوانونکی دہند
کسیکو نہ تھا پھر کوئی بوجھتا
نہ تھا ہاتھ کو ہاتھ تک سوجھتا
ہوا برق اور رعد کا پھر جو شور
پراگندہ خاطر ہوئے اہل زور
لگے گرنے اولے جو از آسمان
ہوئے اونسے زخمی سر پہلوان
گئے سیکڑون شخص کے سر پھٹ
بہت سے مرے لڑکے آپس مین کٹ
وہان رام یہ دیکھ حال خراب
یہ سمجھے کہ ہے بھگوتی کا عتاب
ادہر تھے تردد مین لچھمن و رام
اودہر اس جوان نے کیا پھر یہ کام
کہ ہو کر کے وہ مثل پیل دمان
لگا زور کرنے بہر سو جوان
کیا زور گو نوجوان نے دو چند
نہ لچھمن نے چھوڑی مگر وہ کمند
ہوا پھر تو یہ نوجوان پر غضب
کمر سے لیا کھینچ خنجر کو تب
تڑپ کر بھری اوسنے پھر تک جست
کیا حملہ لچھمن پہ جون پیل مست

ہے تعریف لچھمن کی اسوقت پر
گئے ہٹ وہ پیچھے کو اکدم اچھل

نہایت تھا مضبوط تار حیات
جوان مردنے تھام لی پھر کمند

ادھر زور اس پہلوان نے کیا
کشاکش سے ڈھیلے ہوئے بند بند

یکایک گئی درمیان سے وہ ٹوٹ
ہوا جب رہا بند سے یہ جوان

وہ شور شغف تھا سو سب گھٹ گیا
دکھائی دئے نوجوانو کے روپ

چھٹا بند سے جبکہ یہہ شیر نر
کہا شہ نے لچھمن سی با این مقال

ہمین جانکا تھا تمھاری خطر
بلا ٹل گئی جو ہوا وہ رہا

چلاؤ اسی جا سے اب اپنے تیر
بچایا جو اپنے کو با این ہنر

گیا حملہ خالی جو انکا نکل
بچے ایسے حملہ سے جو نیکذات

کیا زور اوسکو پکڑ کر دو چند
اودھر زور لچھمن جوان نے کیا

پھر اُس کشمکش مین وہ آخر کمند
گیا یہ جوان ہاتھ لچھمن سے چھوٹ

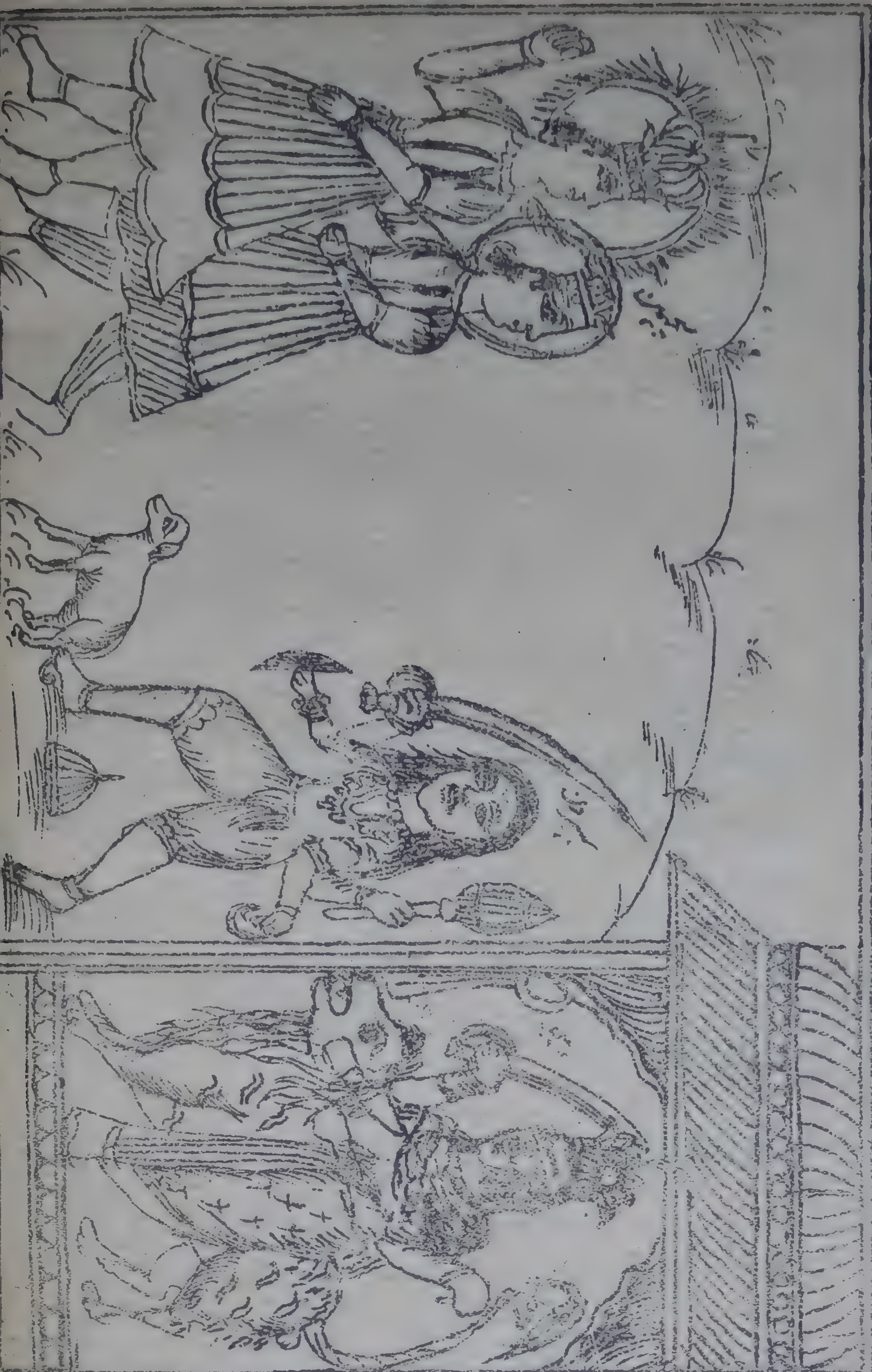
منور ہوا تب زمین آسمان
جو چھایا تھا ابر سیہ پھٹ گیا

نکل آئی بدلی سے یکساتھ دھوپ
تو غمگین وہ لچھمن ہوئے بیشتر

کہ اب ہاتھ آنا ہے بیشک محال
ہوا خیر پہنچا نہ تم کو ضرر

کرو اب نہ پیچھا تم اُس گرد کا
کہ تا آنے پاوے نہ پھر وہ شرر

داستان جنبانیدن موے سر ٹک ناتھ بحالت
غیظ و جنبیدن زمین و آسمان و زدن گولہ باٹیان
و گذاشتن شاہ میدان جنگ و گرفتن پناہ کوہ برائے
حفظ امن گولہ باٹیان



بس اے خامہ میدانسے اب جلد بھاگ
گیا چھوٹ پھندسے اک شیر نر
ہے مشکل بہت اُسکا اب تھامنا
ہلاتا کوئی دم مین ہے سر کے بال
سناتا ہون اب تم کو یہہ داستان
غضب سے وہین ایکدم ہو کے لال
ہلاتے ہی سر آگیا زلزلا
ہلے جس گھڑی آسمان و زمین
جوان ہاٹیان مارنے پھر لگا،
برسنے لگی جبکہ گولون کی باڑ
وہ گرتی تھی اسطور گولے بڑے
نہ لائے شہنشاہ گو اُنکی تاب
ہوا شاہ پر آکے جب وقت تنگ
ہوئی فوج سب شاہ کی ہمرکاب
ہنومان یہ دیکھکر رنگ ڈھنگ
قریب شہنشاہ آکر کہا
تو لی فوج جاؤن برائے نبرد
کہا شہ نے ہرگز نہ میدانمین جاؤ
وہان جاکے ہو جاؤگے سب تباہ
کرے اب نہ میدانکا کوئی دھیان
دلیری اب اسوقت بیکار ہے

کہ برسی گی اب نمین گولونسی آگ
وہ کرتا ہے اب دم مین زیر و زبر
نہ پیل دمان کر سکے سامنا
ٹھہر پھر جو جائے یہہ کسکی مجال۔
کہ جسوقت چھوٹا وہ بھیرون جوان
ہلائے جو بھیرون نے سب سر کے بال
زمین بھی ہلی آسمان بھی ہلا
ہٹے شاہ میدانسے اندوہ گین
نہ طاقت تھی پھر جو کرے سامنا
تو لی اکوہ کی رام و لچھمن نے آڑ
کہ گویا برستے تھے اولے پڑے
دیا چھوڑ میدان کو کھا پیچتاب
اوڑا فوج کا رنگ مثل تیناب
مگر دلمین ہر اک کے تھا پیچ تاب
ہوئی پھر وہ آمادہ ازبہر جنگ
کہ گر حکم اسوقت ہووے شہا
کرون دشمن شاہ کو گرد برد
یہین سے مگر تیر اپنے چلاؤ
رہو یان ٹے کوہ کی سب پناہ
بچانا ہے گولون سے فرض اپنی جان
قیامت سراسر نمودار ہے

غرض پہلوانون نے ہو ہم عنان
کئے تیر اوسی جا سے اپنے روان

اودہر سے تھے گولے ادہر سے تھے تیر
صدا بھی گئی آسمانون سے کو چیر

ہوا بارے مشکل سے وہ دن تمام
نمودار آخر ہوئی آکے شام

چھپا دامن کوہ مین آفتاب
ستارون کی لے باٹیان ماہتاب

برآمد ہوا جبکہ بر آسمان
روان شب کو انجم کی کی باٹیان

غرض رانکو شاہ کی سب سپاہ
ہوئے جملہ یک لخت آرام خواہ

گئے بہر آرام کرنے تیر... +
ہوئی دامن کوہ مین گوشہ گیر

بلا مین کئی دن سے تھی مبتلا
ولے چین و آرام اس شب ملا

مگر وہ ٹبک ناتھ یون نہین کھڑا
رہا رات بھر وہ اسی جا اڑا

وہ پھینکا کیا رات بھر باٹیان
ولیکن نہ اس شب کو پہنچا زیان

لگی ایک کی بھی نہ اوس رات چوٹ
سبب یہ کہ تھی کوہ کے سخت اوٹ

غرض فوج سوئی یہ ہو بے خبر
کہ کروٹ کسی نے نہ لی تاسحر

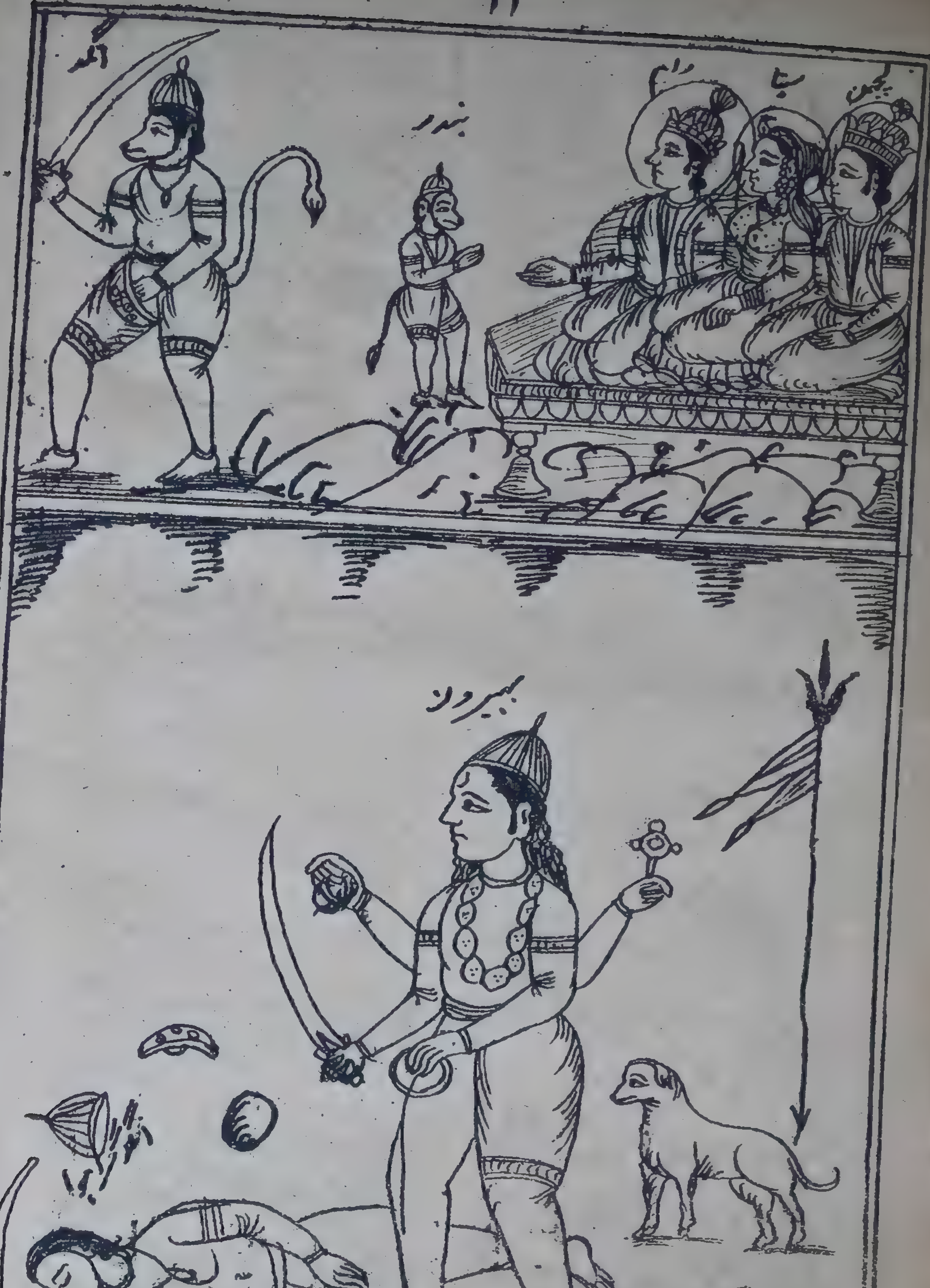
مصاف پنجم رفتن انگد برای جنگ ٹبک ناتھ در میدان بلا حکم شاہ رام چندر جی و ہزیمت خوردن از دست ٹبکناتھ و زحمت کشیدن

ابھی سے نہ خاموش ہو اے قلم
کئی جنگ ہین اور کرنے رقم

سنا مجکو اب جنگ پنجم کا حال
کہ انگد ہوا کسطرح پائمال

گیا تھا یہ لڑنے کو بے اذن شاہ
کہ ہو سب سے افزون مرا عز و جاہ

سنو اس حقیقت کو اب کان دہر
کہ جس دم ہوئی آکے پنجم سحر


انگد
بندر
رام
سیتا
لچھمن
بھیرون

لئے تیغ خورشید آیا دوان
کہ یعنے جو روشن ہوا آفتاب
چلا آیا ڈیوڑہی پہ میدان سے
ادہر لشکر شاہ مین بھی وہان
ہوا شاہ جب تخت پر جانشین
کیا باادب ملکے سبنے سلام
کہ اے شب باقبال شاہ زمان
کیا رات کو سب نے آرام خواب
جو کچھ حکم ہو ہمکو اب وہ کرین
کہا شہ نے ہرگز مقابل نہ ہو
کبھی اوسکے جاؤ نہ تم روبرو
قریب اوسکے جانے مین دہن خطر
کہ گُتا ہے ساتھ اوسکے اک کٹکھنا
وہ گُتا ہی اول تو کھا جائیگا
جو شاید نہ کُتے سے پہنچا زوال
یہان پر تو اسطور کا ذکر تھا
پہونچ جلد ڈیوڑہی پہ کر آستان
سنو ہن بھوگ کا بعد ازان بھوگ کر
پہر بھر دن اوسوقت ہوگا چڑھا
پہونچتے ہی میدان مین اکدم جوان
پہاڑون مین گولہ لگے تاڑ تاڑ

گیا ماہ انجم کے لے باٹیان
تو بہیرون وہ سب باٹیان برمین دابا
کرسے بھوگ تا کچھ یہان آنکے
ہوئے جملہ بیدار پیر و جوان
تو پہونچے اراکین دولت وہین
لگے عرض کرنے یہ پھر سب تمام
رہی اسجگہ ہر طرح کی امان
نہ گولون سے پہونچا کسیکو عذاب
مقابل سے یا آڑ سے ہم لڑین
جہانسنگ نے آڑ سے تم لڑو
بچاتے رہو اوس سے تم آپ کو
کہ پہونچیگا جسکے سبب سے ضرر
کہ گولہ سا دوڑے ہے وہ سنسنا
سرونکو تمھارے چبا جائیگا
تو گولہ سے بچنا ہے ازبس محال
سنو اب ٹہنگ ناتھ کا ماجرا
کیا بھگوتی جی کا کچھ دیر دھیان
لیئے جنگ پھر اوسنے باندہی کمر
کہ میدان مین پھر یہ ہوا آ کھڑا
لگے پھینکنے گولہ باٹیان
دہکسے لگا ٹوٹ گرنے پہاڑ

اودہر سے جوانان شہ تھام آڑ ‏ چلانے لگے اسپہ تیرونکی باڑ
غرض کیا کہون پھر تو برسی وہ آگ ‏ ہوا بھی گئی اوپر اوپر ہی بھاگ
جوانگد نے دیکھی یہہ حالت وہان ‏ بھرا جوش مین یک بیک یہ جوان
چلا زعم سے ہو کے سینہ سپر ‏ لئے دونون ہاتون مین تیغ و تبر
یہ جاتا تھا کہتا وہ اوسوقت پر ‏ خبردار مین آن پہنچا ادہر
ترے سر پہ اب تیغ کو سر کرون ‏ ترے ایک تن کے دو پیکر کرون
بہت شہ نے اوسکو پکارا وہان ‏ کہ ہرگز نہ میدان مین جاے جوان
مگر حکم شہ اسنے خود جان کے ‏ نہ ہرگز سنا زعم مین آن کے
وہ کھاتا ہوا مثل افعی کی بل ‏ گیا وسط میدان مین پہنچکر بل
ٹھنک ناتھ سن اوسکی لاف و گزاف ‏ یہ بولا کہ بکتا ہے کیا تو خلاف
یہ کہکر اوٹھا گولہ باٹیان + ‏ کہا اے خبردار ہو جا جوان
دیا گولہ اک تاک کر ناک پر ‏ لگا وہ تو انگد گرا خاک پر
لیا ناک اوسنہ کو ہاتون سے تھام ‏ لگا گرکے کہنے ارے رام رام
وہ جوش و خروش اسکا سب رہ گیا ‏ یہانتک کہ گرتے ہی بیدم ہوا
ہوا ایک ساعت کی جو بعد ہوش ‏ اوٹھا پھر شجاعت کا اک دلمین جوش
زمین پر کھڑا ہو کے اور کرکی عزم ‏ روانہ ہوا وان سی پھر بہر رزم
دوبارہ ٹھنک ناتھ نے تان کر ‏ دیا گولہ اس زور سے آن کر
پڑا اوسکے سینہ پہ ایسا وہ سخت ‏ کہ لگتے ہی نس اوڑ گیا ایک لخت
گیا سب نکل جو بھرا تھا غرور ‏ ہوئین ہڈیان جسم کی چورچور
کسی جا گرا خود سر سے اوتر ‏ کسی جا پہ دونون وہ تیغ و تبر
ولے اسکی باقی جو تھی زندگی ‏ کہ تھی اسکو کرنی ابھی بندگی

قضا نے بھی کی اس سبب درگذر ۔ کہ پہنچا نہ کچھ اوسکے تن کو ضرر
قضا نے اوسے چھوڑ جسدم دیا ۔ تو پھر زندگی سخت سے وہ جیا
کہ بعد اک گھڑی ہوش مین آنکر ۔ لگا تکنے حیرت سے ایدھر اودھر
چپ و راس دیکھا نہ وان جب کوئی ۔ لگا کہنے کیا میری حالت ہوئی
کہان لشکر شہ کہان شاہ ہے ۔ کہان مین ہون کسجا وہ خرگاہ ہے
یہ کہکر زمین سے ہوا وہ کھڑا ۔ کھڑا ہو کے پھر درد سے گر پڑا
دوبارہ وہ پھر کر کے ہمت بلند ۔ زمین سے اوٹھا بادل دردمند
سر اپنے پہ رکھ خود و لی تیغ و تبر ۔ چلا وان سے وہ بادل ریزہ ریز
باہستہ تلوار کو ٹیکتا ۔ پھر آکر کے لشکر مین داخل ہوا
بصد عجز سر بر قدم شہ نہاد ۔ شہنشہ زبان ملامت کشاد
کہ تو نے ہمارا نہ مانا کہا ۔ نتیجہ تجھے اوسکا آخر ملا
یہ بولا وہ پھر عجز سے نامدار ۔ کہ ہون عفو کا شہ سے امیدوار
پر اسوقت ہون درد سے نیم جان ۔ شکستہ ہوئین میری کل ہڈیان
کرین شاہ اب مجھپہ ایسا کرم ۔ کہ ہو جسم سے دور درد و الم
بہت معذرت کی جب اسنے وہان ۔ ہوا شاہ تب اوسپہ پھر مہربان
دیا بڑھ کے کچھ جسم پر ہاتھ پھیر ۔ ہوا چاق و چوبند پھر وہ دلیر
ہوا دور یکدست درد و الم ۔ لگا لڑنے پھر ساتھ مل کر بہم
ہوا اسطرح پھر وہ بیکار جو ۔ کرے تھا روان دوسری تیر کو
جوانان دیگر بھی صد ہا ہزار ۔ چلاتے تھے تیروںکو سب باربار
ہوئی شام تک بارش تیر خوب ۔ یہان تک کہ بالکل ہوا دن غروب
گئے رات کو فوج کی سب جوان ۔ ہوگئے جا پہاڑونکی کھو مین نہان

نہ لیکن وہان سے جوان یہ ہٹا
رہا رات بھر باٹیان پھینکتا۔

رہی وان یہ اوس رات کو بھی امان
کہ پہونچا کسیکو نہ نقصان جان

بہت خوب تھی کوہ کی وان جو آڑ
گئی اس سے بیکار گولون کی باڑ

مصاف ششم رفتن نل و نیل پہلوانان برائے جنگ بٹک ناتھ بلا اذن شاہ رام چندر جی در رسیدن کارزار و زحمت کشیدن از دست بٹک ناتھ و گریختن از صدمہ گولہ باٹیا

خبردار خامہ خبر ہو نہ گم
سنا مجکو حال مصاف ششم

کہ کسطور لڑنے گئی نل و نیل
ہوئے جا کے میدان مین کیونکر ذلیل

چنان گفت آن کلک شاخ کہن
بدین گونہ یک یاد دارم سخن

ہوا حوصلہ جبکہ انگد کا پست
کہ کھائی جو بھیرون نے اوس سے شکست

چو روز ششم آفتاب جہان
زمشرق بہ مغرب شدہ چون روان

تو بولا یہ بھر اوسجگہ نل سے نیل
چلین رنگو ہم تم بھی مثل سیل

دو جانب سے جلکر کے ڈالین کمند
کرین اوسکے سر اور بازو کو بند

اکیلا وہ ہے اور ہم تم ہین دو
چلو سوئے میدان جو کچھ ہو سو ہو


کہا نیل سے نل نے اے نیکنام
مرے بھی یہی دل مین تھا کلام

ولے اسمین شہ سے نہ لو پوچھو
شتابی سے چلکر اوسے باندھ لو

اجازت جو چاہو گے گر شہ سی جا
تو جانے نہ دیگا وہ فرمان روا

نہ کچھ ذکر اسکا کسی سے کرین
بس اب یان سے سیدھے سوئے لنکا چلین

ہوا گر وہ بھیرون اسیر کمند
تو رتبہ ہمارا ہو سب سے بلند


نیل
رام جی
سیتا جی
لچھمن جی
بھیرون جی

سمجھ سوچ یہہ دونو بہر فلاح
یہ پہونچی خبر روبرو رام کے
کہا شہ نے بہتر ہے کچھ مت کہو
گھمنڈ اونکا بھی سب نکل جائیگا
بس اب رزم کا کچھ سناون مین حال
بھرا غیظ سے تھا جوان مین وہ جوش
پھرے جھومتا تھا وہ چون پیل مست
جوان ایسی حالت مین سرشار تھا
جو کتے نے دیکھے یہ دونون دلیر
وہ دوڑا جو یکبارگی ان پہ بھونک
پڑی جبکہ آنکھون مین کتے کے خاک
دلی تو بھی پہونچا وہ اون پر سپیٹ
چلائے وہ کتے نے دندان تیز
لکھون جنگ کتے کا کیا ماجرا
یہ دیتے تھے جب گرز کی اسکو مار
جو خالی برابر گئے انکے وار
غرض نل نے اس حال کو دیکھکر
بہت سی جو دی سگ کی آنکھون مین ڈال
ہوا پھر وہ کتا بہت بے قرار
زمین پر لگا لوٹنے دردسا
جب اسطور کتے سے پیچھا چھٹا

چلے رن کو بے اذن کرکے صلاح
نل و نیل بے اذن رن کو گئے
گئے وہ تو جانے وہان اونکو دو
وہان جاکے معلوم ہو جائیگا
کہ پہنچے جو دونون برائے جدال
کہ مطلق نہ تھا جسم کا اپنے ہوش
نہ تھا سوجھتا اوسکو بالا و پست
مگر اوسکا کتا خبردار تھا
تو جھپٹا وہ ان پر وہین مثل شیر
تو وہی نل نے خاک اسکی آنکھون مین جھونک
ہوا پھر وہ بے چین اور دردناک
گیا جاکے پیرون سے یکدم لپیٹ
کہ بھولے یہ دونون جوان رستخیز
گیا پنڈلیان نیل و نل کی چبا
بچا صاف جاتا تھا وہ انکے وار
گئے دل سے تب اپنے دونون ہار
دوبارہ وہین لپیٹ مین خاک بھر
ہوا اوسکا اندھونکی مانند حال
لیا بھاگ کر دور اوس نے قرار
روان اوسکی آنکھون سے پانی ہوا
تو دونون نے پھر پاس بھکر وجا

رہا جا کے کی دو طرف سے کمند
خبردار تب وہ ہوا بے خبر
کہ یکدم سے ٹوٹین وہ دونون کمند
نہ پائے کھنے ہونے ذرا دل مین شاد
ٹنگ ناتھ نے چھوٹ کر بعد ازان
تو ہیبت سے دونون پریشان ہوے
روان نل تھا آگے پیچھے تھا نیل
ٹنگ ناتھ نے بھاگتے مین جو ہان
لگا گولہ آ نیل کے برابر +
زمین پر گرا نیل جب منہ کے بل
ہوا نیل گرتے ہی ایسا خموش
وہ نل نیل کا دیکھ حال خراب
زمین پر کھڑے ہو کے وہ نل بیٹھکر
یہ چاہے تھا لیجائے اسکو اوٹھا
نہ ہونے وہ پایا تھا لیکر کھڑا
دھمک سے زمین پر گرا اسکی نل
ٹنگ ناتھ پھر ایکدم سے وہان
وہ گولے جو گرنے لگے بیشمار
لگا کہنے رو رو کی جاؤن کہان
بہت چیخ چیخ اوس نے گو سر دھنا
ہوا جبکہ نل اپنی جان سے بہ تنگ

ہوا اون مین بازو وسر اوسکا بند
کیا زور اوس وقت پھر اسقدر
چھٹا اونکے پھندون سے وہ ارجمند
کہ فوراً گیا چھوٹ وہ شیر زاد
جو لین ہاتھ مین گولہ باٹیان
ہوا کی طرح سے گریزان ہوے
دوان بے تحاشہ تھے یہ بر سبیل
لگایا جو اک گولہ سا باٹیان +
گرا کھا کے چکر وہین خاک پر
کھڑا ہو گیا دیکھ یہ حال نل
نہ کچھ جان و تن کا رہا اسکو ہوش
ہوا اس کا دل رنج سے آب آب
اوٹھانے لگا نیل کو کتف پر
رکھے رو برو شہ کے لشکر مین جا
کہ آ قرب نل ایک گولہ بڑا
پڑا نیل گند سے سر اوسکے کھسل
دھڑا دھڑ لگا پھینکنے باٹیان
تو بس اوڑ گئے ہوش نل ایکبار
بچاؤ مری رام جی آکے جان
مگر رام جی نے نہ مطلق سنا
کھڑا تب ہوا لے کمان و خدنگ

کیا تیر اک سو بھیرون روان — بچا تیر کو وہ گیا نوجوان

دیا گولہ بھیرون نے جو درجواب — سپر پر لیا نل نے کھا پیچ و تاب

گئے استخوان ہاتھ کی نل کے ٹوٹ — زمین پر گری ہاتھ سے ڈھال چھوٹ

ہوا حال پھر نل کا ایسا خراب — نہ ہرگز رہی ضبط کی اسکو تاب

یہ کہتا تھا رو رو کر کہ اے میرے رام — کیا کام بھیرون نے میرا تمام

وہ تھا حالت درد سے نیم جان — کہ آیا دوبارہ جو گولہ وہان

لگا آنکے نل کے وہ بر جبین — گرا اوسکے صدمہ سے یہ بر زمین

پھٹا سر ہوا خون مین تر بتر — ہوا پھر تو بیدم یہ اور لے خبر

خبر رام کو پھر یہ پہنچی وہان — کہ خالی ہوا نیل و نل سے جہان

یہ سن شہ نے افسوس کر کے کہا — ملا یہ نتیجہ اونھین زعم کا

مگر ملکے تم سب اب اتنا کرو — ٹک ناتھ پر ایک دم جا گرو

لڑو تم اودھر اور ادھر اونکی لاش — یہان بھید و جلد کر کے تلاش

کیا جاے کریا کرم تاکہ یان — کہ تھے ناسور وہ میرے پہلوان

یہ سنکر کے فوج اپنے شہ سے کلام — گرے جا کے بھیرون پہ یکدم تمام

لیا جا کے چارون طرف سے جو گھیر — لگایا ٹھان ہانے وہ دلیر

وہان سب کو بھیرون نے پسپا کیا — قریب ایک کو بھی نہ آنے دیا

ہنومان و انگد نے پر چار سو — وہان نیل و نل کی ہوئی جستجو

تو میدان مین بیہوش دونون ملے — اونھین دیکھ کر دل اونھون کے ہلے

لیا نل کو کندھے پہ انگد نے دھر — ہنومان نے نیل کو بر کمر

اوٹھا کر کے اون کو وہ دونون جوان — دہین جلد سے پھر نہ ٹھہرے وہان

جہان پر وہ تھا شاد فیروز بخت — دکھا اونکو مردہ سا جا زیر تخت

نظر شہ نے ڈالی جو اونپر وہان
بنا لخلخہ جو سنگھایا اونھین
لگے کرنے پر درد سے آہ آہ
ملا تمکو یہہ زعم کا اپنے پھل
دیا حکم تھا تم کو کسنے یہان
خجالت سے دونون جھکا اپنا سر
کہا نیل نے میری ٹوٹی کمر
یہ امید ہے اب خطا ہو معاف
یہ سُن رام نے آخرش رحم کھا
ہوئی نیل و نل یک قلم تندرست
سنو اب ادہر کی ذرا داستان
وہ گولونکے مارے پریشان ہوئے
ہوئی جبکہ کثرت سے وہ سب تباہ
پہنچ قرب شہ باندھ کر سب قطار
اسی طور سے الغرض تا بشام
ہوئی شام جسدم تو کل پہلوان
پہاڑون کی لی کھوہین جاکر پناہ
ولیکن نہ میدان سے لوٹا وہ شیر
چلائی وہ اُس رات گولونکی باڑھ
وہ گولے ہوئے پر نہ کچھ سودمند
اسی طور سے آخرش کی سحر

تو پائی گئی اونکی قالب مین جان
تو یکدم سے پھر ہوش آیا انھین
لگا کہنے تب اونسے ہنسکر کہ شاہ
کہ ظاہر ہوا تمکو جو برمحل
گئے تم جو لڑنے کو لی اذن وان
قدم پر گرے شہ کے باچشم تر
کہا نل نے ٹوٹا مرا ہاتھ و سر
کرینگے نہ پھر حکم کے برخلاف
دیا پھیر کچھ پڑھ کے دست شفا
توانا و پہلے سے بھی چاق و چست
گئے تھے جو پھیر دلسے لڑنے جوان
بہت قتل انسان و حیوان ہوئے
تو بھر بھاگ آئی جہان تھا وہ شاہ
چلانے لگے تیر وہ بار بار
چلاتے رہے تیر یکدم تمام
بدستور جاکر ہوئے سب نہان
چھپے خوف جان سے بحال تباہ
لگا ہاتھیون کا دیا اوسنے ڈھیر
بنا ہاتھیون کا جدا اک پہاڑ
سبب اوسکے کچھ نہ پہنچی گزند
ستو روز ہفتم کی اب تم خبر

داستان عاجز شدن افواج شاہ سری رام چندر جی از جنگ ٹنک ناتھ و استدعا کردن برائے گذاشتن پناہ کوہ و خواستن جنگ مقابلہ و منظور کردن شاہ درخواست فوج و رفتن شاہ ہمراہ فوج در میدان برائے جنگ ٹنک ناتھ

کدھر ہے تو اے خامۂ خوش خرام
جو تھامے ہے تو آڑ دے اسکو چھوڑ
کرون اب بیان ساتوین روز کا
سحر روز ہفتم چو شد آشکار
بہ پشت اسپ نیلوفری بست زین
چڑھا دن ہوا جبکہ روشن وہ روز
حضوری مین آرام کے عرض کی
یہ آند تو گولونکی ہو گی نہ کس
ہے مرنا تو اکدن بزیر فلک
فدا آپکو شاہ پر اب کرین
یہ جب فوج نے شاہ سے عرض کی
اگرچہ نہ یہ شہ کو منظور تھا
بہ مجبور لیکن پذیرا کیا
نہیں گر ہے مرضی تو اچھا چلو

جما اپنا میدان مین اب چلکے گام
لڑا اب چلکے میدان مین دل کو توڑ
کہ سننے کے لایق ہے یہ ماجرا
عیان مہر شد از پئے کارزار
روان شد ز مشرق بہ چرخ برین
تو پھر فوج نے با دل درد و سوز
کہ اب جان سے تنگ ہین ہم بھی
جو ہو حکم تو چھوڑ دین آڑ ہم
جئینگے بھلا آخرش کب تلک
دلیرانہ سید ہمین جان اپنی دین
ہنو مانکی بھی یہی تھی خوشی
کہ ضایع ہو یون فوج لا انتہا
دلا در مہا بیر سے یون کہا
ہم اب کوہ کی آڑ کو چھوڑ دو

مگر ہم بھی چلتے ہین میدان مین ۔ پہونچتے ہین اک آنکی آن مین
لڑو آج سب ملکے دل کھول کر ۔ نہ ہرگز کرو جان کا کچھ خطر
ہنومان نے سنکے باچشم نم ۔ کہا یونکہ اے شاہ والا حشم
ہوا اقبال شہ کا جہان مین بلند ۔ نہ پہنچے زمانہ سے شہ کو گزند
نہ میدان مین جائین شہ نامدار ۔ نہ کچھ غم ہین ہم بندۂ جان نثار
مگر شہ نے مانا نہ اس بات کو ۔ چلے فوج کے اپنی ہمراہ ہو
تو لچھمن بھی راہی ہوئے ساتھ ساتھ ۔ دئے رام کے ہاتھ مین اپنا ہاتھ
وہ انگد ہنومان اور نل و نیل ۔ روانہ ہوئے مثل دریائے نیل

داستان رسیدن شاہ سری رام چندر جی معہ افواج در میدان کارزار و مقابل آمدن ٹنگ ناتھ برائے جنگ و بودن سوال و جواب از ہنومان

روان ہو تو اب خامۂ خوش مقال ۔ بیان کر تو اس جا رسید انکا حال
ہنومان بھیر دن کے پھر بے حجاب ۔ سنا وے مجھے تو سوال و جواب
سنو یان سے کرتا ہون اب یہ رقم ۔ کہ وہ شاہ شاہان عالی ہمم
صف آرا ہوا جبکہ میدان مین جا ۔ مقابل ہوا تب ٹنگ ناتھ آ
ٹنگ جی نے آکر کیا یون کلام ۔ کہ آئے ہو مرنے کو اب تم تمام
نظر مین مری تم نہین کوئی چیز ۔ تمھین جان شاید نہین ہے عزیز
مری قید کی فکر مین بار بار ۔ تم آئے ہو چڑھ کر پئے کارزار
یہ ہے خام دیکھا تمھارا خیال ۔ نہ لو آپ سے اپنے سر پر وبال



ستاجی
سری لچھمن جی
سری رامچندرجی
ہنومان جی
بھیرون جی

کرونگا تمھین آج قتل اسقدر
جتاتا ہون اسوقت مین بر محل
رکھو قید کا بیری مرگز نہ دہیان
ہوئی سنکے یہ فوج اندیشہ مند
ہوئی شکل تصویر کی سب خموش
ہنومان نے کھا کے بس پیچ و تاب
نہ بکس تجھ سے ہرگز نہ کمتر ہین ہم
جوان تیغ زن اور جہانگیر ہین
یقین دان تو امروز اے خام کار
جتاتو نہ ہم کو فراز و نشیب
ابھی تک تو ہم سب کو تھا یہ گمان
سمجھ کر تجھے طفل اور بے ہنر
مگر ہم نے جون جون طرح تجکو دی
نہ اسوقت تک کوئی تجھ سے لڑا
دلیرانہ کرتے اگر کارزار
یہانتک تو ہوتا غرض جان سے تنگ
اور اب دیکھنا آج کی کارزار
پڑیگی تری ضیق مین ایسی جان
بجز اسکے ہو قتل یا ہو اسیر
نہ بگڑا ہے کچھ اب بھی جا تو سنبھل
رہیگا ہو نجکر نہ وان تو بندھا

ملے گی نہ پھر ہڈیون کی خبر
کہ رونیگی تم سب کے سر پر اجل
بچا اپنی لیجا تو میدان سے جان
لگے خوف سے کانپنے بند بند
نہ سوجھا جواب اور اوڑ سکے ہوش
جوان کی دیا بات کا یون جواب
ہر اک طور سے تجھ سے برتر ہین ہم
تو ہے بیر اور ہم جہا بیر ہین
کنم لستہ یا خستہ یا قتل و خوار
چلے گا نہ ہم پر ترا کچھ فریب
کہ نادان ہے محض تو اے جوان
نہ کی تیرے جرم و خطا پر نظر
تو کرتا گیا اور بھی زیادتی
نہ ہنر بیچکر کوئی پیچھے پڑا
تو میدان سے لیتا تو راہ فرار
نہ رہتی کبھی پھر تجھے تاب جنگ
کہ میدان مین کیسا تو ہوتا ہے خوار
رہیگا نہ کچھ دل مین باقی گمان
رہائی نہ پاویگا تو اے شریر
حضوری مین شہ کے تو پا بستہ چل
مین خود بلکہ کر دونگا تجکو رہا

سر شاہ کی ہون مین کھاتا قسم ۔ رکھونگا نہ تجکو بند ہا ایک دم

جواب بٹک ناتھ

بٹک ناتھ بولا وہین در جواب ۔ کہ سنئے مہابیر عالی جناب
یہ فرمایا جو آپنے بر ملا ۔ نہ سر بلینچکر تجھ سے کوئی لڑا
صد افسوس آتی نہین تم کو شرم ۔ یہ کہتے ہو کس منہ سے ہوکر کی گرم
لڑے آپ آآکے دو تین بار ۔ دقیقہ نہ چھوڑا کوئی زینہار
مگر آکے ہر بار کھائی شکست ۔ نہ ہرگز چلا آپ کا زور دست
یہ ہنگام کشتی زمین سے اوکھاڑ ۔ دیا پھینک مین نے تمھین بر پچھاڑ
اگرچہ یہ تھا میرے امکان مین ۔ مگر قتل کرنا نہ تھا دھیان مین
بلا شک ہوئی مجھ سے سرزد خطا ۔ کہ جو آپکو چھوڑا اوسدم دیا
اوسی کا عیوض ہر کہ پھر آکے آپ ۔ یہ بے ساختہ کر رہے ہین الاپ
مہابیر تھے تم تو پھر بیر سے ۔ بھگے جنگ دویم مین کیون تیر سے
نہ کشتی مین روز سویم بس چلا ۔ مہابیر تو بن گئے بر ملا
مجھے آپ کے زور و طاقت کا حال ۔ عیان ہے بخوبی تمام و کمال
جو یہ لفظ ہے آپکے بر زبان ۔ کہ ڈالینگے ہم ضیق مین تیری جان
کرینگے تجھے قتل ہم یا اسیر ۔ زبان پر یہ الفاظ ہین جا بے گیر
مجھے سوجھتا ہے یہ اب بر محل ۔ یہان آج خود تم کو لائی اجل
مرا قتل کرنا تو دشوار ہے ۔ زبانی یہ سب سودنکرار ہے
سر شاہ کی آپ کو ہے قسم ۔ لڑو آج سب ہوکے یکدل بہم
لڑو خوب جب جا ہو دنرات مین ۔ دقیقہ نہ چھوڑو کسی بات مین

ذرا میں بھی دیکھوں کہ ہے کون مرد / جو کرتا ہے آکر مجھے گرد برد
چلاؤں گا میں آج وہ باٹیان / بچیں جس سے زندہ نہ پیر و جوان
بجز رام و لچھمن کے اور کوئی مرد / نہ باقی رہے گا بوقت نبرد
دلیری نہ اسوقت اپنی جتاؤ / جو ہو جان پیاری تو بس بھاگ جاؤ
گئی لگ جو گولہ کی کچھ بھی جھپیٹ / تو بھاگوگے تھامے ہوا اپنا پیٹ
یہ ارشاد ہے جو کہ چل تیر کے ساتھ / حضور شہنشاہ میں باندھ ہاتھ
نہ بزدل ہوں میں اور نہ نامرد ہوں / بھلا پھر میں کیوں بستہ ہو کر چلوں
میں ہوں کہہ چکا آپ سے بار بار / نہ ہرگز ہے مجکو غم روزگار
نہ لچھمن مجھے کر سکے جبکہ بند / تو پھر تاب کسکی ہے اتنی بلند
کہ آکر مقابل وہ میدان میں / مجھے باندھ لے آن کی آن میں
بس اب آپ مجھ پر عنایت کریں / دلیری کو تہہ کرکے اپنی دھریں
مرے باندھنے سے کریں درگذر / چلے جائیں اس جا سے اب لوٹ کر
نہیں گر یہ منظور تو آئیے / جو رکھتے ہو حربہ وہ دکھلائیے
دیا جبکہ بھیرون نے ایسا جواب / تو لوٹا ہنومان کھا پیچ و تاب
ہوا ناطقہ اس سبب اسکا بند / کہ دیکھی نصیحت نہ کچھ سودمند
ہوا اُسکی باتوں سے گو سینہ ریش / وئے قہر درویش بر جان خویش
ستیزہ زن نہ وہ اس سبب سے ہوا / ملا اذن شہ سے نہ تھا جنگ کا

مصاف ہفتم جنگ کردن شاہ از ٹنکس ناتھ بروز ہفتم و کشتہ شدن لا انتہا جوانان از فوج شاہ و ہراسان شدن جملہ جوانان فوج از جنگ ٹنک ناتھ و موقوف داشتن پیکار بروز فردا



بس اب خامہ کر جنگ ہفتم بیان
ذرا دیکھ تو کیسا اندھیر ہے
بلا کا اگر آج ہے سامنا
قیامت تلک اب نہو گا وہ زیر
لکھون روز ہفتم کی اب بیان جنگ
کہ جس دم ہنومان دل گیر ہو
تو بھیرون نے ہو نعرہ زن ان مان
تمنائے دل جسکو ہو بید رنگ
جو تھا دل مین ہر اک کی خوف و ہراس
بڑی دیر تک اس نے کر انتظار
کدھر چھپ گئے انگد و نل و نیل
مقابل وہ اسوقت ہون آنکے
نہین اب جو آتے ہین بہر مصاف
یہ سنکر نل و نیل و انگد وہین
کہا دست بستہ کہ اے شہریار
بلاتا ہے اب وہ جوان جنگ جو
یہ کی عرض جب شاہ سے آن کر
کہ تنہا نہ تم جا کے اس سے لڑو
لڑو گے جو جا جا کے تنہا اگر
وہ بولے کہ جو حکم ہو شاہ کا
کہا شہ نے سب ملکے ہو تم سنان

قریب آگئی ختم کے داستان
لیا گھیر لاکھون نے اک شیر ہے
پر اب اوسکا دشوار ہے تھامنا
لگا دے گا لاشون کی میدان مین ڈھیر
کہ ہے قافیہ ذکر سے جس کے تنگ
گیا لوٹ سن اوس کی تقریر کو
پکارا کہ اے شاہ کے پہلوان
مقابل وہ آ کر کرے مجھ سے جنگ
جوانان گیا ڈر سے کوئی نہ پاس
کہا پھر یہ للکار کر ایک بار
سمجھتے ہین جو آپ کو مثل پیل
کہ دعوے اونھین فتح لنکا کا ہے
وہ تھا دعوے فتح اون کا خلاف
گئے روبرو شہ کے با دل حزین
جو ہو حکم جائین لئے کارزار
فدا شہ پہ ہون اب یہ ہے آرزو
لگا کہنے تب وہ شہ نامور
نہ جان مفت برباد اپنی کرو
تو سر بر نہ ہو گے کبھی عمر بھر
سر و چشم سے اوسکو لائین بجا
کرو دور سے تیر اوس پر روان

یہ سنکر کے حکم شہ نامدار
چھٹے تیر اکدم کمان سی جووان
اثر کچھ نہ اسپر ہوا چھوٹ موٹ
جوان دیکھ اسطرح کی کارزار
نہ تیرون سے ہرگز کیا کچھ حذر
پکارا ہنومان کو وان پہ جا
کجا ہست آن زور و تاب و توان
کجا ہست خاراشکن تیغ تیز
جہانگیر تیری کہان ہے کمند
کئے قابل داد لنکا مین کام
جو ہے مرد میدان تو اب آنکل
مقابل جو میرے نہ آکر ہوا
کہان وہ گئی یا وہ گوئی نکل
چرا تا ہی کیون رزم سی اپنا دل
ہنومان سُن اسطرح کے کلام
دیا کچھ نہ بھیرون کو اُسنے جواب
لگا عرض کرنے وہ با دل حزین
اجازت ملے اب پئے کارزار
نہین اب ہی امید اے فخر جم
بڑا شاہ کا مجھ پہ اشفاق ہے
بس اب آرزو یہ بر آئی مری

لگے چھوڑنے تیر بے اختیار
پیا پے لگے آکے بر نوجوان
گئے بلکہ تیرون کے سوفار ٹوٹ
بڑہا ہونیہ لیکر سپر ایکبار
وہ پہنچا قریب شہ نامور
کہ آر و بر و میرے این صبا
کجا رفت آن ضرب گرز گران
چرا سر بنائی زبہر ستیز
تو کرا وس سے میدان مین اپنا مجکو بند
یہان کیون ہوئی تیری کیا ترکی تمام
نہ چھپ خوف سی شاہ کی در بغل
تو جانونگا مین تو نے ڈالا جوا
زبانی وہ باتین تھین بس بر محل
مقابل مین آ اور نہو مضمحل
ہوا شرم سے پانی پانی تمام
قدم پر گرا شاہ کے وہ شتاب
کہ لے شاہ اب تاب مجکو نہین
کہ ہون جا کے تا شہ کے اوپر نثار
کہ دیکھونگا پھر لوٹ کر یہ قدم
جدائی مجھے شاہ کی شاق ہے
لئے شاہ یہ جان جائے مری

لگا رونے یہ کہکے پھر زار زار
تصدق ہوا شاہ کے بار بار

یہ دیکھ اُسکی رقت ہوا شہ کو رنج
ہوا دُرفشان یون شہ نکتہ سنج

نہ لڑنے کو تو اے ہنومان جا
نہ اُس اژدہے سے ہو جنگ آزما

لڑائی مین تیری نہ ہے بہتری
نہ ممکن ہے اوس سے تری جان بری

اجازت مین ہرگز نہ دونگا تجھے
لڑے جا کے تنہا جو اُس شیر سے

نہ جا سوے میدان تو زینہار
جدائی تری ہمکو ہے ناگوار

کہا تب ہنومان نے پھر بھلا
ٹلے شاہ یہ سر سے کیونکر بلا

یہ فرمایا شہ نے کرو اب یہ کام
اوسے گھیر ہر سمت سے لو تمام

چلین وار تیغ و تبر یا کہ تیر
کہ تا کشتہ میدان مین ہو وہ شریر

ہنومان سنکر کے اس حکم کو
کہا فوج سے حملہ ہون رزم جو

ہے اسوقت اسطور سے حکم رام
کہ لو گھیر چارون طرف دَم

کرو وار گرز و سنان و تبر
کہ جان بر نہ میدان سے ہو کینہ ور

جوانان افواج نے مثل شیر
گھٹا کی طرح سے لیا آسکے گھیر

لگے مارنے گرز تیر و سنان
برسنے لگی پھر تو آتش وہان

پڑے وار گرز و سنان اسقدر
کہ زخمی ہوا اسریل نام ور

اودھر فوج انبوہ تنہا یہ دم
ہٹے پر نہ میدان سے اسکے قدم

ہراسان نہ ہرگز ہوا زینہار
کئے قتل لاکھون نہ تھی کچھ شمار

خروشان و نعرہ زنان پہلوان
چپ و راس تھا تیغ زن آن زمان

سوئے راس تڑپا گرا بر یسار
صفت اوسمین تھی برق اور رعد وار

بہ یکدست شمشیر برق اجل
کئے کشتہ صدہا جوان بے بدل

بقول نظامی جوان خوش خصال
چنان کرد ہر سو جدال و قتال

دو دستی چنان سامے گذارید تیغ
جوان کا نہ کوئی مددگار تھا

وہ ہمراہ ایسا جوان کے لڑا
نہ کھائی کسیطور سے اوسنے مار

پیا خوب خون جاب صدہا کا سر
چو کبر و منی بود اندر دلش

ہوا اس لڑائی مین وہ گشت و خون
اکیلا وہ تن اسطرح کا لڑا

یہ نوبت ہولی کیا لکھون اب اوسکی
یہانتک ہوے قتل پیر و جوان

لڑائی نے ایسے دئے یانون گاڑ
ہوئی فوج کثرت سے جسدم تباہ

تو ہر اک کے چہرہ مبدل ہوگے
یہ تھا قرب جو چھوڑ کر کارزار

اوٹھانے نہ پائے تھے وہ ایک گام
ہوا دیکھکر شام دل کچھ قوی

ہوئی شام جسدم تو پھر با ہراس
یہ پھیر دنی سے لوے وہ با دل ملول

بس اب جنگ موقوف کر دیجیے
بہت ہوگئے آج ہم لوگ تنگ

کرین آپ بھی جاکے آرام و خواب

کز خصم را جان نیاید دریغ
فقط ایک تنہا وفادار تھا

کہ جنون کو جھاڑا وسکے پیچھے پڑا
ہزارون سے کیئے خرس و میمون شکار

کیا اونکو فی النار اور فی السقر
شدہ اسفل السافلین منزلش

زمین وانکی ساری ہوئی لالہ گون
دئے اوسنے لاشون کی تو دے لگا

کہین پر ملا پھر نہ چھپنے کا ٹھور
کہ جون کا ہوا ایک دربار وان

کہ آئی نظر پھر کسیجا نہ آڑ
نہ دیکھی کسی طور جب وان پناہ

ہراسان سوار اور پیدل ہوے
سبب اکدم سے لین والنسیراہ فرار

کہ آیا نظر اون کو ہنگام شام
وہ فاسق ارادہ ہوا ملتوی

گئے ملکے سب شاہ دیوان کے پاس
یہ ہو عرض لے شاہ دیوان قبول

تراحسن براہ خدا کیجیے
کہو روز فردا یہ موقوف جنگ

سحرگاہ نکلے جو پھر آفتاب

ہون اوسوقت پر آپ جلوہ کنان
مگر شب کو بھی دیجئے گا امان
یہ بولا جوان تم ہو سست غرور
نہین ہر مجھے میل آرام و خواب
نہ پھیرونگا میدان سے ہرگز عنان
نہ دارم بجز جنگ میل دگر
نہ ٹھہرو مرے پاس اب تم ذرا
یہ سنکر کے دل گیر ہو پہلوان
قدم پر گرے آکے سب ایکبار
کہا ہم نے ہر طرح پھیرو نسے جا
مگر اوسنے مطلق نہ مانا کہا
کیا روبرو سے ہمین بلکہ دور
ہماری ہے یہ عرض اب شاہ سے
یہ جنگ وجدل رات کو جائے تھم
ہوے سست یکدم سپاہ ابدست کو
اگر ہو گئی جنگ اسوقت پر
کرے شہ کوئی ایسی تجویز بات
نہ ہو اسکی تدبیر کوئی اگر
شہنشاہ نے جب یہ اونکا بیان
یہان پہلے آکر نہ کیون عرض کی
ہوئے جملہ نادم یہ پیش حضور

لیے رزم تشریف لاوین یہان
رہین آپکی بند وہ باقیان
مرے روبرو سے شتابی ہو دور
رکھون کچھ نہ مین خواہش آفتاب
مٹاؤنگا تم سب کا نام ونشان
ستو دشنام یا جلوہ افگن سحر
کرو عرض سب رام سے اپنی جا
چلے آئے وان رام جی تھی جہان
لگے عرض کرنے کہ اے شہریار
کہ اب لوٹ جا وقت ہے شام کا
نہ آیا سر رحم ہرگز ذرا
یہ بولا کرو عرض شہ کے حضور
لڑائی سے اسوقت بچا یا چھٹے
سحر جان نثاری کو حاضر ہین ہم
لڑائی کی اب ہے نہ طاقت ذرا
تو ہو جائینگے قتل ہم سر بسر
ملے تا کہ اسوقت ہم کو نجات
تو ہم سبکو خود ہاتھ سے قتل کر
کہا کیون گئے پاس اوسکے وہان
اب آئے ہو تمکا جب اوسنے دکی
لگے کہنے ہو عفو اب یہ قصور

بہت گڑگڑا اسے جواناں جب
جب آئے وہ لچھمن تو شرؔ کہا
ہماری طرف سے کہو جا کے یوں
سوال اسکے رکھنا ذرا اسکا بیان
یہ کہنا کرو اس گھڑی در گذر
بہت ہو گئے پہلوان آج تنگ
جو مانے تو کہنا یہ پھر بعد ازان
جو دیکھو کہ بالکل ہی وہ برستم
اوتر صاف جاویگا بس اسکا جوش
یہ سمجھا کے لچھمن کو بھجا وہاں
کہا جا کے لچھمن نے پیغام رام
کیا سمت لچھمن نہ جب التفات
کہ ہی مستئ جوش میں نوجوان
یہ دیکھ اوسکا احوال نزدیک جا
جوان اُس گھڑی آنکھ کو کھول کے
مکرر کہا پھر وہ پیغام شاہ
اب اسوقت تم یاں سے گھر لوٹ جاؤ
وہ بولا نہ لوٹوں گا ہرگز کبھی
ہٹا دونگا میدان سے اوسوقت گام
صد افسوس رگھوں کا یہ حوصلا
ہٹوں گا بس اب کر کے سب کو تباہ

کیا شترؔ نے لچھمن کو اُس دم طلب
کہ تم جا کے پھر اون سے کہدو ذرا
کہ اسوقت اب ہے کرو گشت خون
کہ سختی سے ہرگز نہ ہو یہ بیان
اسب آرام جا کر کرو اپنے گھر
سحر آ کے کرنا بدستور جنگ
کہ بہت پھینک نارات کو باٹیاں
تو پھر کھگوتی جی کی دینا قسم
چلا جائیگا گھر کو ہو کر خموش
کہ وہ شاہ دیوان کھڑا تھا جہاں
تو مطلق نہ اوس نے کیا کچھ کلام
تو لبشرہ سے ثابت ہوئی پھر یہ بات
سنا اسنے مطلق نہیں کچھ بیان
دیا جا کے لچھمن نے شانہ ہلا
یہ بولا کہ لچھمن تم آئے کدھر
کہ ہے چاہتی فوج اسدم پناہ
سحر کو بدستور میدان میں آؤ
نہ مانونگا اس امر میں ایک کی
ہوں تا بو جب ریچھ و بندہ تمام
کہ آگر مقابل وہ ہوں برملا
کریگے گو سفارش اگر لاکھ شاہ

کہا اوس سے لچھمن نے ہر طور پر
غضبناک اوسوقت لچھمن ہوے
جو لچھمن نے دیکھا کہ یہ ہے بلا
تو بھیر دل سے پھر یہ کہا ایکدم
لبرا اب لچھہ نہ ہرگز کہو اور سنو
دلائی جوان کو جو ایسی قسم
کہا خیر اسوقت جاتے ہین ہم
دلاتے نہ تم ایسی سوگند گر
کہا یہ بھی لچھمن نے پھر آنزمان
وہ بولا کہ اسوقت جاتا ہون خیر
قسم نے کیا ایسا مجبور ہے
گیا لوٹ یہہ کہکے وہ نوجوان
کیا شاہ سے آنکر عرض حال
کہا گر نہ دیتا مین اس کو قسم
بمشکل وہ میدان سے اسدم ٹلا
سوا اس کے یہ بھی ہر سمجھا دیا
کہا شہ نے جب صبح کو آئے گا
پر اسوقت تو ٹل گئی سب بلا
نہ تھی کوہ کی بھی یہان تاب آرز
تو ہو جاتے یکدم سے مالکل تباہ
ذرا لینے دیتا نہ وہ آج چین

ولیکن نہ راضی ہوا کینہ ور
نہ بولی مگر خوف سے شاہ کے
نمانے گا اسوقت ہرگز کہا
تجھے بھگوتی جی کے سر کی قسم
ہوئے خانہ جلدی روان بانسے
تو مجبور وہ ہو گیا ایک دم
کہ ہے بھگوتی جی کا پاس قسم
تو جاتا نہ ہرگز کبھی لوٹ کر
نہ اب رات کو مار نا باٹیان
دکھاؤن گا پر صبح کو آکے سیر
کہا تم نے جو کچھ وہ منظور ہے
ادہر آئے لشکر مین لچھمن یہان
ہو گذرا تھا اس جا تمام و کمال
تو ہٹتے نہ میدان سے اسکے قدم
مگر صبح نازل کرے گا بلا
کہ اسشب نہ اب باٹیان مارنا
تو جو ہوگا دیکھا وہ سب جائیگا
ہوئی خیر سمجھو کہ جو وہ ٹلا
چلا تا جو جھنجلا کے گولون کی باڑ
نہ ملنی ذرہ بھی کسی کو پناہ
بپا شب کو ہوتا بہت شور شین

بسر اب چین سے جا کر و شب بسر | کر و اب سے آرام لے تا سحر
او بھیجے سُن کے یہ بات لچھمن وہان | گئے ساتھ مین اُنکے سب شادمان
ہوا دور اُسدم وہ سب اضطراب | کیا جا کے خیمون مین آرام و خواب
ملی اسطرح کر کے اُس شب امان | کہ سونے وہ سب بھی بچے اب تو جان
اودھر اُس جوان نے بھی جا اپنے گھر | وہ کی چین و آرام سے شب بسر
غرض ساتوین دن وہ سوبل جوان | نہ آرام اُنکے کیا در بیان

داستان در بیان جنگ اخیر روز ہشتم و کشتہ شدن لا انتہا افواج شاہ از گولہ باڈیان و ہراسان شدن جوانان از جنگ و کردن آہ نالہ و شور و بکا

کدھر ہے تو اے خامۂ شوخ و شنگ | بیان اب تو کر آٹھوین دن کی جنگ
سنا رزم آخر کا اور اک کلام | اسے لکھ کے کر جنگ کا اختتام
بہت سخت یہ آجکی جنگ ہے | بدلتا زمانہ نیا رنگ ہے
مین کرتا ہون اب یہ بیان ہو بہو | کہ سُنئے سے ہون جسم کے راست مو
مخاطب قلم شد سوئے داستان | ازینجا شنو جنگ ہشتم بیان
چو شد روز ہشتم سحر جلوہ گر | زخاور برآورد خورشید سر
شد اسوار بر مرکب نیلگون | روان از افق شد پے کشت و خون
بجا لشکر شاہ مین طبل جنگ | ہوا عرصہ زیست مردون پہ تنگ
صدا طبل کی سُنکے وہ نوجوان | ہوا خواب سے چونک بیدار وان
گیا پہلے تالاب مین آشنان | گیا بھگوتی پاس پھر وہ جوان



قدم بوس ہو کر کے اور گرد پھر
تو سُن میری ماتا مین کہتا ہون گِن
کہ رام اور لچھمن بہ شکل بشر
بہت ریچھ و بندر کی لیکر کے فوج
مین جوگی یہ تھا آپکی پی مہر اس
لگے آنکے سختی سے کرنے کلام
کیا رفع آکر کے وہ تو فساد
کہ وہ رام ڈیوڑہی مین آنے لگے
جو آرام اور خواب مین آپ تھین
گوارا نہ یہہ امر مجھکو ہوا
کیا منع مین نے اونھین چند بار
نہین حکم ہے بھگوتی کا ہمین
ہوے سنکے افروختہ وہ دو چند
نہین جانتا تو ہمین ہم ہین رام
مین بولا کہ تمکو نہین جانتا۔
اسی بات پر مجھ سے ہو کر خفا
کہ فوراً گرفتار اسکو کرو
پڑے ٹوٹ یہ سنکے بندر تمام
مین تنہا ہزارون وہ پیدل ہوا
مین تھا سینکتا اوس گھڑی بانٹیان
بمشکل دیا مار سبکو ہٹا۔

لگا کہنے یون پانوٴن پر آپکے گر
ہوے آج اس بات کو آٹھ دن
جو ہین دو نون شاہ اودھ کے پسر
یہان آے لنکا سے مانند موج
کہ کچھ خرس ہے اور بوزنہ ہے پاس
ذرا دیر کے بعد پھر آے رام
ولے یہ بڑی دوسری اوفتاد
بلا حکم اندر کو جانے لگے
سبب اسکے مین نے جگایا نہین
کہ بے وقت دیتا جو آکر جگا۔
نہ مانے تو پھر یہ کہا ایک بار
بلا حکم جانے ندین گے تمھین
لگے کہنے آواز کر کے بلند
ابھی کام کر دینگے تیرا تمام
فقط بھگوتی کو ہون پہچانتا
وہین حکم کل فوج کو یہ دیا
پکڑ کر اسے خوب سی مار دو
لڑائی لگی ہونے پھر لا کلام
لگے دینے ہر سمت سی مجکو مار
لگا مارنے اون سے ناچار وان
یہ بیتی غرض روز اول گیا۔

دویم روز اک آ کے بندر بڑا
لحیم و شحیم و ستبر و طویل
چو آمد بزد ضرب گرز گران
چنان بود ضرب گران آن اولاغ
پیاپے زبا کرد تیغ و تبر
نہ ترسان شد از شور و غوغاے او
باقبال آن مادر مہربان
چو افتاد گرز گران مثل کوہ
چو دادم بجنبش ہمہ موے سر
بجنبش در آمد زمین و زمان
سویم روز خود لچھمن و رام چند
وہ بندر بڑا اونکے ہمراہ تھا
نہ مجھ پر ہوا جب گدا کا اثر
مدد سے تری اوسکا لنگرا دکھاڑ
بہت رام و لچھمن نے پھر تجھ پہ یا
مری کر کے دلجوئی آخر کو رام
بروز چہارم وہ لچھمن جوان
میں مدہوش او مست اسوقت تھا
ہوئی اُس میں گردن جو میری آگے بند
ہوے تیر میں اور لوزنہ شنا وہان
نہ تھا کوئی ہمراہ جو کرتا الم

بہت فوج کے ساتھ مجھ سے لڑا
ہنومان نامی جوان چو بیل
کہ رنجہ شد از ضربتش سر و جان
پریشان شدہ مغز من در دماغ
و لیکن نہ بر من شدہ کارگر
پریشان شدہ بلکہ خود زشت خو
زدم چون بران ضرب گرز گران
شدہ آن جوان مرد جنگی ستوہ
سراسیمہ شد آن جوان سر بسر
گریزان مع فوج شد پہلوان
وہ آسے کہ لیجائیں کر مجکو بند
لگا مارنے میرے سر پر گدا
جھٹ پھر گیا یک بیک آن کر
دیا پھینک میں نے اوسی پر پہاڑ
چلائے مگر کچھ نہ پہنچا زیان
گئے لوٹ خیمہ کو بر وقت شام
مرے قید کرنے کو آئے یہان
بر ہم پھانس لچھمن نے کی تب رہا
لگے کھینچنے پھر وہ لچھمن کمند
بجانے لگے ملکے سب تالیان
فقط میرے کٹنے کو تھا میرا غم

بہت رام سے اوسنے کی عاجزی
دیا مار کر ملکہ اوس کو ہٹا
پریشان ہوا پھر مین مانند باد
کہ پہنچی یکایک تمہاری مدد
اندھیرا ہوا سارے سنسار مین
پڑے اولے آندہی چلی تیز و تند
بہت لوگ ضایع ہوئے پھٹ گئے سر
کیا ایسی حالت مین پھر مین نے زور
گلے کی گئی جبکہ رسی وہ ٹوٹ
پھر اتنے مین روشن ہوا سب جہان
ہلاتے ہی سر آگیا بس غضب
یہ دین مین نے پھر باٹیان پاؤن گاڑ
غرض روز پنجم مرے روبرو
یہان اوسکو کہتے ہین خاص و عام
وہ تھا گرچہ صحبائے نخوت سے چور
بروز ششم تھا مین بیخود کمال
مسمی باسم است آن نل و نیل
وہ پہنچے یکایک جو مجھ پر جھپٹ
وہ زخمی ہوئے سگ کی دانتون سے مگر
کہ نل نے وہین با دل چاک چاک
تب اسدم وہ کتا پریشان ہوا

نہ آئے سر رحم وہ رام جی
وہ آکر مرے پاس روتا رہا
کیا آخرش آپ کو مین نے یاد
لگا شکر کرنے مین پھر بے عدد
گرے لوگ گھبرا کے جا غار مین
ہوئے نوجوانون کی سگ دندان کند
بہت سی سگ گئے غار مین گر کے مر
گئی ٹوٹ لچھمن کے ہاتونکی ڈور
تو پھر مین گیا اونکے ہاتونسے چھوٹ
کہ مین نے دیا سر ہلا بعد ازان
زمین و زمان ہل گیا لاالعجب
کہ لی رام نے کوہ کی تھام آڑ
ہوا آگے سگ اک لوزنہ رزم جو
جوان مرد انگد بل نیک نام
گرا ایک گولہ سے اوڑ کر کے دور
کہ دو لوزنہ آسے بہر جدال
رسیدند سرہن و وان مثل پیل
گیا سیر اگنا اونھون سے لپٹ
لیا تنگ کہ عاجز ہوے جان سے
اوٹھا جھونک دی مگ کی آنکھو مین خاک
اونھین چھوڑ کر کے گریزان ہوا

ازان بعد دونون نی بہینکی کمند
مین آغوش مین اور پکڑ انکی ڈور
گئین مثل تاگے کہ وہ دونون ٹوٹ
ہوا پہر تو جہٹکر مین غصہ سی آگ
کہ دین تان کر مین نے جو باٹیان
ہوئی ہوگی شاید گہڑی بہر کی دیر
نظر آئے دو اور رند ببر بڑے
لیا مین نے پہر اپنے گولون سے کام
کرون عرض کیا ساتوین دنکی جنگ
ہزارون پڑے ایکدم مجہ پہ ٹوٹ
سمجہ مجکو بیکس و مثل گدا
پڑے مجہ پہ لاکہون ہی تیر و سنان
کیا عرض جو ماجرا کل کا تہا
وہ بیدا نمین ہن اس گہڑی تک اڑے
لئے جنگ امروز پہر بیدرنگ
ہزارون ہی گرتے ہین کر کرکے بل
مجہے سخت افسوس ہے اور لیون
پہنچ مادر مہربان داد کو
کہ ہون آج کل خرس و میمون تباہ
یہ کہکر جو آنکہون مین بہر لایا آب
دکہایا ازان بعد زخمی جو سر

کیا اونسے مجکو گرفتار و بند
وہ دونون وہین توڑ دین کر کر زور
تہا ہی دیا سے گیا پہر مین چہوٹ
چلے خوف سے وہ جوان دونون بہاگ
تو بس گر گئے پہر وہ دونون جوان
کہ آکر لیا فوج نے مجکو گہیر
اوٹہا لیگئے انکو تہے جو پڑے
ہٹایا سبہون کو بمشکل تمام
کہ اسدن ہوا مین بہت سخت تنگ
گیا اونکی ضربون سی سر پیر اکہوٹ
ہزارون مرے سر پہ مارے گدا
کرون ذکر کیا مادر مہربان
نظر آج آتا ہے اُس سے سوا
بلا کی طرح سے ہین پیچہے پڑے
سنین آپ بجتا ہے وہ طبل جنگ
کہانتک لڑون اونسے ہین دل کے دل
ترے عہد مین بندرون سے پٹون
تو سن میری اسوقت فریاد کو
نہ پادین کہیں تہا یہ ہر گز پناہ
رہی دیکہکر مجکو نی کو نہ تاب
تو آنکہون مین خون اوسکی آیا اُتر

یہ بولین وہ اُسدم بچشم عتاب
کہ صد حیف یہ ریچھ و بندر کی تاب

کہ لخت جگر کو مرے ملکے سب
کرین خستہ میدان مین ہائے غضب

نہ تھا رام کو بھی مناسب یہ کام
لئے جنگ جو دیدیا حکم عام

ہزارون سے تنہا کو بھڑوا دیا
حقیقت مین یہہ کام بیجا کیا

کیا کچھ ہمارا نہ پاس و خیال
ہوا اس سے بیشک ہمین اب ملال

اوسی غیظ مین ہو کے با چشم تر
یہ بھیرون سے بولین کہ نور نظر

تجھے اس گھڑی خون مین تر دیکھکر
ہلا غم سے سینہ مین دل اور جگر

تجھے کسنے مارا ہے اب خاص کر
بتا دے تو لون جائے اسکی خبر

پہنچ کر کے دم مین پکڑ اسکا سر
زمین مین وہین گاڑ دون اسکو پر

کہاں سن کے بھیرون نے تب نوحہ گر
کہ اے مادر مہربان دادگر

مجھے جسنے مارا بگرز و تبر
وہ ہے لشکر رام جی سر بسر

نخواہم باین امر چیزے دگر
کرے سیر ہی ماتا نہ اب در گذر

بقہر و غضب آنکھ کو کھول کر
ذرا ڈال دے سوئے لشکر نظر

کہ تا آج کل انس اور جانور
نہین ادر باقی پھرین در بدر

کہا بھگوتی نے کہ لخت جگر
تری مجکو خاطر ہے مد نظر

ترے ساتھ مخفی جلون مین ادہر
کرون ایکدم سب کو زیر و زبر

تو میدان مین اب دیکھنا غور کر
کرون ہون مین کسطور حال بتر

بس اب میرے پیارے تو اسوقت پر
غم و رنج کو دل سے کر کے بدر

دلیری سے میدان مین ہو جلوہ گر
لگیگا ترا آج کو بر ظفر

لے اب جنگ کو سوے میدان سدھار
سمجھ خرس و میمون کو اپنا شکار

ظفر تیری اسرور ہے در رکاب
ہوئے تیرے ہی ہوگا دہان کامیاب

جو بھیرون نے ماسے سنایہ کلام
چلا سوے میدان ما کرو فر
پہونچ کرکے میدان مین آواز کی
جسے اپنے مرنے کی ہو آرزو
سنی رام نے اوسکی آواز جب
کہ سب ملکے یکدم سے حملہ کرو
نہ ہرگز کرو دل مین خوف و خطر
چلو تم کہ آتے ہین ہم از عقب
یہ سن حکم شتہ ملکے یکسر سپاہ
لگے دینے ہر سمت سے اُسکو مار
جو تھی بھگوتی جی کی اسیر دیا
نہ آیا بدن پر جب اوسکے خراش
پس پشت سے آکے پھر حیلہ ساز
جب آئے کسی طور سے وہ نہ باز
لئے پہلے جنگل سے جا کر دبوچ
ہزارون دیے پانون نیچے کے دہر مل
غرض اسطرح قتل کرنے کی بعد
لگا پھرنے میدان مین جھوم جھوم
وہ جاتا تھا جس صف کی جانب سمٹ
گیا بیٹھ سب کے دلون مین ہراس
لگے مارنے دور سے اوسکو تیر

تو دل مین ہوا اپنے وہ شاد کام
ہوئی ہم کا ب اُسکے فتح و ظفر
کہ آوے پئے جنگ اب یان کوئی
وہ آکر کے ہو اب مرے روبرو
سران سپہ کو دیا حکم تب
اوسے جا کے ہر سمت سے گھیر لو
گروگشتہ میدان مین گھیر کر
پہونچتے ہی نازل کرین گی غضب
جوان پر پڑی ٹوٹ یکدم سپاہ
پڑنے وار پر وار صدہا ہزار
تو خالی ہر اک وار اونکا گیا
ہوئے خوف سے سبکے دل پاش پاش
لگے کرنے دست تعدی دراز
گرا ٹوٹ پھر اُن پہ بہ مثل باز
دیئے بعد مین پھینک سر دہڑ سی نوچ
چنے جیسے چکی مین جاتی ہین دل
گرجنے لگا پھر وہ مانند رعد
لئے ہاتھ مریخ نے آکے چوم
تو جاتی تھی اُس سمت کائی سی پھٹ
نہ آیا کوئی ڈر کی پھر اُسکے پاس
بہم متفق ہو گئے برنا و پیر

جب آئے بہت تیر سوے جوان — تو لے تیغ اُن پر گرا برق سان
چلائی وہ تلوار زیر سپہر — کہ تھرا گیا چرخ پر دیکھ مہر
وہ تلوار کیا تھی غضب کی بھری — نہ رکھتی تھی تسمہ کو باقی ذری
پڑی جسکے سر پر کہ ایک وہ جو — کیا ایک کو کاٹ کر اوس نے دو
پیاسی وہ خرسون کے تھی خون کی — نہ پرواہ کرتی تھی کچھ اون کی
جگر مین گھسی اون کے سینونکو کاٹ — برآمد ہوئی خون کلیجہ کا چاٹ
ابھی سر پہ چمکی گئی بر کمر — نکل پھر گئی وہ سرین کاٹ کر
ابھی سر پہ تھی یا زمین پر پڑی — غضب کی وہ ندی تھی آتری چڑھی
عجب اسکا دم خم غضب اسکا کاٹ — رہے تھا بھرا خون سے اُسکا گھاٹ
کبھی آگے چھپکا گئی وہ پلک — کبھی سر پہ پہنچی عدو کے لپک
کہین ہو گئی وہ کلیجہ کے پار — کہین سر اوتار اشتال خسیار
بچانے سے بچتا نہ تھا اس کا وار — سما لی تھی یون جیسے صابن مین تار
کئے قتل خر بن اُس نے لا انتہا — کہ جلسیا اک اوستاد نے ہے لکھا
کئے قتل لاکھون تو اُس نے پلید — یہ تیغ اوسکی کہتی تھی ہل من مزید
وہ خرسان ظالم جو خونخوار تھے — لگے اُنکی لاشون کی انبار تھے
دیا اُس نے خرسون کو دُلہن بنا — لہو کا دیا سرخ جوڑہ پنھا
ہوئے قتل خرسان جب بیکران — لگی لینے پھر بندرونکی وہ جان
ہوئے پھر تو بندر ہزارون زبون — کہون کیا ہوا جسقدر کشت و خون
کہ دریا ہوا خون کا موج زن — کہ تھے غوطہ زن اُس مین سر اور تن
ذرا سی بھی کی آنکر جس نے چون — پیا تیغ برّان نے بس اُسکا خون
پڑے تیغ کے بندرون پر جو وار — ہزارون کٹے رن مین مثل خیار

اگئی تیغ میدان مین ایسی مچل ۔ حمایت کو ہان اسکی پہنچی اجل
کہون کیا کہ گذرا نہ پھر ایک پل ۔ کٹا بندرون کا وہ انبوہ دل
پڑی انکی لاشون پہ آڑ کر کرسیت ۔ ہزارون کا بس کر دیا اس نے کھیت
عجب اسکی چھل بل عجب کو دکھاند ۔ کہ تھی برق بھی روبرو جس کے ماند
جفا و ستم قہر مین وہ بھری ۔ بھرے تھی وہ یون غیظ مین جون پری
کیا ساتھ یہ بندرون کی تباہ ۔ کہ ایسا رچایا وہان ان کا بیاہ
سرون سے لہو کی بندہی تھی جو دہار ۔ تو گویا وہ تھے خون کے سہرہ کے تار
وہ میمون جو تھے ایسے دولہ بنے ۔ میسر نہ آئے جنھین پھیرے جنے
جوان کا وہ گتنا بھی ایسا لڑا ۔ دیا پیٹ مین اونکے سینگ کو گڑا
اب اسکا نہین کچھ حساب و کتاب ۔ کہ دل اور جگر وہ گیا کتنے چاب
وہ گتنا جو تھا آفت و قہر تھا ۔ بھرا سر سے پا تک وہ تھا زہر کا
کئے بوزنہ اوس نے صدہا ہلاک ۔ شکم کر دیئے ان کے دانتون سے چاک
ہوا دیکھ یہ حال سب کو ہراس ۔ رہی بندرون کو نہ جینے کی آس
لگے کہنے چلا کے تب سر بسر ۔ کہ لو رام جی جلد آ کر خبر

داستان رسیدن شاہ یعنے رام چندر جی مع جملہ افواج در میدان کارزار برائے کمک پہلوانان و بودن جنگ عظیم و فتحیاب شدن ٹکناتھ و گریختن افواج شاہ از گولہ باٹیان و آمدن آواز بھگونی جی منجانب آسمان و رفتن شاہ بلا ملاقات جانب صحرا حسب الحکم بھگونی جی

نہ ہو خامہ میدان مین اب تیز گام ۔ کر آہستہ آہستہ پایان سے خرام



نصیبا جو بھیرون کا ہو اوج پر
نظر اب مری ہے سوئے اختصار
بہت طول سے اب الجھتا ہے جی
کرون سب کے کہنے کا گر اہتمام
نہ گھبرائین سننے سے اب سامعین
پھر آتا ہون اب بر سر داستان
سنی شہ نے زاری جو وان فوج کی
برائے کمک فوج سے بیدرنگ
ہنومان و انگد جوان نیل و نل
جو تھا شاہ میمون کا وہ سگریو
سوا اسکے ریچھون کا شہ جامونت
یہ دونون مع فوج تھے بر لیسار
باین شان و شوکت کہ میدان مین
ملے شاہ جب فوج مین اپنی جا
وہان فوج کی دیکھ حالت زبون
کہا سب سے اوسوقت پھر بیدرنگ
نہ اب دل مین اپنے کرو کچھ ہراس
گرو لوٹ کر ادہیں یہ اب بے عدد
خبردار اپنا نہ دل توڑ نا
جہان تک بنے وان یہ کرنا یہ کام
نہ مرنے سے کرنا کچھ اپنے خطر

فلک ٹوٹتا ہے سر فوج پر
لکھون یان سے تا مختصر کارزار
پر اس رزم کی داستان ہے بڑی
تو ہو جنگ نامہ نہ ہرگز تمام
یہین ہون آگیا ختم کے بس قرین
سناتا ہون باقی جو چھوڑی بیان
تو جتنی تھی سب فوج ہمراہ لی
چلے لچھمن و رام جی بہر جنگ
سوے راست تھی یہ جوان بے بدل
کہ یہ بھی تھا لشکر مین بس ایک جیو
کہ مشہور تھا جو بھگت اور بہنت
پس پشت تھا لشکر بے شمار
گئے سب پہونچ آن کی آن مین
قوی دل ہوا تب ہر اک شخص کا
بھرا غیظ سے شہ کے آنکھون مین خون
کرو قافیہ شاہ دیوان کا تنگ
کہ ہم آگئے اب تو تم سب کے پاس
لڑائی مین ہم بھی کرین گے مدد
لڑائی سے ہرگز نہ منہ موڑنا
ہٹانا نہ پیچھے کی جانب کو گام
بڑھے جانا آگے کو ہر گام پر

اب اوسوقت یہ لوٹنا شاد کام — کہ ہو جائے جب کا بھیرون تمام
یہ سن حکم یکدم سے کل خاص و عام — چلے سوئے میدان اوٹھا اپنا گام
جوانان دیرینہ اور رنگ روٹ — پڑے جاکے سب اُس پہ پڑنے کو ٹوٹ
پہونچتے ہی ماری کسی نے سنان — کسی نے دیا سر پہ گرز گران
کسی نے کیا تیغ کا اوس پہ وار — کسی نے لگایا تبر دہار دار
کسی نے لگایا کمان کھینچ تیر — چُھری سے کسی نے دیا جسم چیر
کسی نے دکھایا نیا اپنا رنگ — لگایا وہین پھونک تیر تفنگ
صد افسوس یک جسم و یک جان ہے — ہزارون پڑے گرز و تیر و تبر
لکھون کیا اب اُسدم کا حال عجب — کہ نازل ہوا پھر تو قہر و غضب
قیامت کی ہونی لگی کارزار — صبا کا بھی ہرگز نہ تھا پھر گذار
مگر واہ رے ہمت پہلوان — نہ میدان سے ہرگز ہٹا نوجوان
شہنشاہ و لچھمن یہ دیکھ اُسکا حال — کہ میدان مین قایم ہے وہ نونہال
بہم لیکے دونون خدنگ و کمان — پیاپے لگے تیر کرنے روان
پڑے آکے وہ تیر جب جسم پر — تو بس گھس گئے ذرہ کو توڑ کر
جوان مرد اوسوقت بھر خواہ مخواہ — سپر کی وہین رخنہ لایا پناہ
سپر پر بھی ایسے وہ کاری لگے — ادسے توڑ کر جسم مین گھس گئے
ہوا اُن سے البتہ مجروح و ریش — رہا اوس پہ بھی اُس کا ہر گام پیش
وہ گرتا تھا جس صف پہ جا برق سان — تو خرمن کا اُس صف کی لٹتا نشان
یہ کی تیغ رانی جوان نے وہان — ہوا نیچے اوپر زمین آسمان
جلائی وہ تلوار در مصاف — صفونکو گیا کاٹ میدان صاف
یہ تھی خرس و میمون کی حالت زبون — کہ جاری تھا ہر تن سے دریائے خون

بہر جاکہ شمشیر او کار کرد — یکے را دو کرد و دو را چار کرد
یلان را سر و سینہ و پا و دست — برید و درید و شکست و بہ بست

۲ بہ تصدیق فردوسی باخبر — ہو گوا سے این بیت شد جلوہ گر

تڑپتا ہر اک مثل سیماب تھا
روان خونکا زخمون سے سیلاب تھا

لگاتا تھا جب وار تیغ و تبر
تو کٹ کٹ کے گرتے تھے دھڑ اور سر

کیا گرز کو جس کے سر پر رہا
تو وہ خاک و خونمین اوسیدم ملا

پھرے تھا وہاں ہاتھ خونمین بھرے
کئے خالی ہر جا پرے کر پرے

جوان کی مگر شہ کے تیروں سے ڈھال
ہوئی چھید کے چلنی بوقت جدال

ہوئی مثل غربال کی جب سپر
خرسان ہوا تب وہ جون شیر نر

دیا ڈھال کو پھینک اور لے تبر
لگا جنگ کرنے جوان بے سپر

دلیرانہ کھانے لگا تن پہ تیر
سراپا ہوا وہ جوان غرق تیر

وہ خرسان خونخوار بیداد گر
جوان کو وہاں خون مین تر دیکھ کر

یہ سمجھے کہ اب ہو گیا اپنا کام
کیا کام بھیرون کا ہم نے تمام

سمجھ کر کے یہ دل مین وہ نابکار
جوان پر گرے پھر وہ سب ایکبار

لگے مارنے آگے گرز و سنان
ہوا پھر تو بازار آہنگران

ہنومان و انگد نے بل بل کر وان
لگائے بقوت وہ گرز گران

کہ سر پھٹ گیا اور ہوا خون روان
ہوئے زخم دیروز خندہ کنان

اوسی حال مین یہ جوان بر محل
چلا تیغ لے اوسکی جانب سنبھل

پہونچکر کے ہر سمت گرنگ و پولی
اوڑانے لگا سر گو بانند گوئی

ہزاروں کیے قتل گو بر محل
ہوا کم و لے وہ نہ ٹیڑھی کا دل

کھڑا جس جگہ تھا وہ ابن صبا
چلا اوسکی جانب کو یہ لقا

اوسی جا پہ انگد بھی موجود تھا
وہ بھاگا اودھے دیکھ کر دم دبا

ہنومان بیٹنگ رہا وان کھڑا
بدستور تھا جس جگہ پر اڑا

پہونچکر جوان نے کیے ایسے وار
کہ ابن صبا ہو گیا بے قرار

ہوا سر سے پا تک وہ زخموں سے چور — گیا بھول سب اپنا کبر و غرور
نہ زخموں کا اتنک ہوا اندمال — اوسی طور سے ہے بدستور حال
جو ملتے ہین لوگ آن پہ سیندور و گھی — علامت ہی اس جنگ کی زخم کی
جو بھیرون کہ ہے تن پہ کم خستگی — تو مالش ہے تیل اور سیندور کی
ہوا جب ہنومان ریش و فگار — ہٹا پھر تو میدان سے زار و نزار
جہان پر تھا وہ شاہ فرخندہ فال — دکھایا یہ ہوکر اونھین اپنا حال
ہنومان کو دیکھ کر دردمند — کہا شہ نے اوسدم بہ بانگ بلند
کجا اند مردان شیر افگنان — بگوشند مانند جنگ آوران
گذارند پیکان برنا و پیر — کہ کشتہ شود آن جوان شریر
غرض حکم سے شاہ کے آن زمان — ہوئی پھر تو وہ بارش تیر دان
بیاپے ہزارون گرے آکے تیر — کہ باد صبا بھی ہوئی گوشہ گیر
لگے جبکہ کثرت سے پیکان وہان — تو اوسوقت گھبرا گیا یہ جوان
کرے کوئی کسطور اونکی شمار — وہ گرتے تھے یکدم مین صدہا ہزار
کہون کیا کہ مار اس پہ ایسی پڑی — گیا بھول بھرنا جوان چوکڑی
ہوا دل مین اک گونہ پیدا ہراس — یہ سمجھا کہ اب آگئی موت پاس
گھر انزغۂ فوج مین تھا وہ آہ — کہ ہالہ مین جسطور ہو بدر ماہ
نہ کچھ حرف اسدم وہ رنجور تھا — جراحت سے بھی سخت مجبور تھا
لیا اس پہ بھی اوسنے ہمت سے کام — کہ لے بھگوتی اپنی ماتا کا نام
لگا کرنے میدان مین رستخیز — چلانے لگا چار سو تیغ و تیز
وہ خرسان اور لوزنہ نابکار — اکھڑے دل سبکے دل تھی جو باندھے صفا
کرانگ بیگ اون پہ جا برق سان — مٹایا ہزارون کا نام و نشان

پھٹا پھر تو سارا وہ کائی سا دل | جوان آن کے حلقہ سر آیا نکل
دھری جسجگہہ پر وہ تھین باٹیان | گیا وان یہ جھنجلا کے جنگی جوان
اوٹھا انکو ہاتون مین لے ایکبار | لگا دینے پھر باٹیون کی وہ مار
کیا باٹیون نے غضب کا یہ کام | کہ کشتہ پہ پشتہ ہوئی فوج رام
ادھر سے کبھی گو تیر لا انتہا | چلے پر ضرر کچھ نہ اسکو ہوا
لڑی شاہ کی فوج دل کھول کر | گیا جان کا کچھ نہ اپنی خطر
مگر ناک مین باٹیون سے تھا دم | کہ آگے نہ بڑھتے تھے ہرگز قدم
دلیری سے کوئی جو آگے بڑھا | تو گولی سے بس اوڑ گیا اور مرا
اوڑا اسقدر رن مین گرد و غبار | کہ نہان ہوا چرخ کل ایکبار
بقول نظامی چنان حال بود | کہ پنہان شد از گرد چرخ کبود
ز سم سمندان زمین سودہ شد | رخ آسمان گرد آلودہ شد
ز سم سمندان دران پہن دشت | زمین شش شد و آسمان گشت ہشت
ز بس گرد بر تارک ما و ترک و زمین | زمین آسمان آسمان شد زمین
ثراقی کہ از مفرعہ خاستہ | برون رفت زین طاق آراستہ
غرض دیکھ اسطرح کی کارزار | ہوئے پہلوانون کے دل بیقرار
لگے دست و پا بید سے کانپنے | سپر مین لگے اپنے منہ ڈھانپنے
جگر خوف جان سے دھڑکنے لگے | وہ سایہ سے اپنے بھڑکنے لگے
زبان سے خرافات بکنے لگے | سہارا وہ آپس مین تکنے لگے
بہت خوف چھایا تو لائے یہ راگ | لگے موڑنے اپنے گھوڑونکی باگ
ہر اک اپنی اپنی لگے ہانکنے | یہانتک کہ بغلین لگے جھانکنے
ہنومان نے پھر وہان یک بیک | یہ چاہا کہ پہنچے شک ناتھ تک

مگر دل کا ارمان دل میں رہا
غضب کے چلاتا تھا گولے وہ شیر
جوانان نے جبکہ مجبور ہو
تو ترکش تہی ہو گئے بے گمان
جو بیکار دیکھی کمان و تفنگ
بڑھے حوصلہ تھے سو ڈھیلے ہوئے
نہ گولون سے ہرگز ملی پھر امان
ہوئے استخوان جوانان نرم
مچی پھر تو ایسی وہان دھڑ پکڑ
پریشان ہوکر کے ساری سپاہ
نل و نیل ایسے پریشان ہوئے
ہنومان وانگد بڑے تھے جو سخت
اوکھڑا پھر تو ہر جا سے شور و فغان
بہت کام آئی وہان فوج رام
جو باقی بچے وہ ہوئے سب فرار
شدہ ختم چون فوج شہ یک قلم
شد اقبال آن شاہ دیوان بر اوج
گئے بھاگ جب فوج کے دل کے دل
پریشان ہوئے پھر سری رام چند
ہوئے رام جب فکر میں مبتلا +
کہ اسوقت ہی مصلحت کچھ نہیں

نہ گولون نے آگے کو بڑھنے دیا
دیا رام کی فوج کے منہ کو پھیر
بکثرت جو کی بارش تیر گو
ہوئی پھر تو بیکار ہر اک کمان
تو ترسان ہوئے جملہ مردان جنگ
وہ چہرہ جو تھے سرخ پیلے ہوئے
لگی کرنے پرواز روح روان
ہوا موت کا آکے بازار گرم
لگے فوج کے پانون یکدم اوکھڑ
لگی بھاگنے چھوڑ کر رزم گاہ
گرشتہ کے لبس پشت پنہان ہوئے
چھپے جا کے یہ شاہ کے زیر تخت
لگے مانگنے جا نور الامان
ٹنک جی نے کی اون کی ہستی تمام
کسیکو نہ ہرگز رہا پھر قرار
برافراشت آن شاہ دیوان علم
گریزان شدہ فوج شہ مثل موج
بجا فتح کا نوجوان کے دہل
ہوئے رنج وانرزدہ سے دربند
تو آئی سوئے آسمان سے ندا
نہ کر فکر اے شاہ روئے زمین

نہ آزردہ ہو شاہ دل مین ذرا ۔ مناسب ہے اسوقت پر لوٹ جا
نہ سمجھو کہ ہم تم سے کچھ دور ہین ۔ ولے اس گھڑی سخت مجبور ہین
کہ ہے اس گھڑی سیر کرنیکو رنج ۔ سمجھ اسکو تو اے شہ نکتہ سنج
نہ ملنے سے ہی عذر ہم کو ذرا ۔ مگر کیا کرین وہ نہین مانتا
کہ اسوقت وہ سخت رنجور ہے ۔ سوا اسکے زخمون سے کہنی چور ہے
مجھے دل دہی اوس کی منظور ہے ۔ نمانون تو یہ عقل سے دور ہے
مناسب ہے کچھ روز تک شہر آکے ۔ کرے دشت مین جاکے سیر و شکار
جو آوے گا بار دگر با نیاز ۔ کرون گی مین درشن سے تب سرفراز
یہ آواز جو بھگوتی جی کی تھی ۔ اوٹھے سنکے اوسوقت پر رام جی
سوئے دشت پھر با دل دردمند ۔ چلے لچھمن و جانکی رام چند
نل و نیل و انگد ہنومان بھی ۔ روانہ ہوئے ہمرہ رام جی
جو لچھمن رام کے ساتھ مین جانکی ۔ ہوا جو لگی گرم میدان کی
ہوئین پیاس سے اس قدر بیقرار ۔ ہوئی حالت زار سیماب وار
کہا رام سے تب یہ مجبور ہو ۔ کہ پانی کی تجویز اسدم کرو
ہے ابتر بہت اس گھڑی میرا حال ۔ کہ جی شدت پیاس سے ہے نڈھال
زبان سے یہ سیتا کے سنکر کلام ۔ مشوش ہوئے دیکھ حال اسکا رام
یہ فرمایا لچھمن سے تم چار سو ۔ کرو جلد پانی کی جا جستجو
کہ ہین جانکی جی بہت بدحواس ۔ لگی ہے بہت اونکو شدت کی پیاس
یہ سنکر جانب کو وہ لچھمن گئے ۔ ہنومان کو اپنے ہمراہ لے
پھرے جا بجا پہاڑون کے ادہر اودہر ۔ بہت دونون عاجز ہوئے گھوم کر
مہابیر سے بچھڑ وہ لچھمن وہین ۔ لگے کہنے ہو کر کے اندوہگین


ذرا اور ڈہونڈو کہین غور سے
لچھمن بہر بولے کہ اچھا جناب
نہ اب آپ تکلیف مطلق کرین
یہ کہکر اوڑا وان سے مثل صبا
ہوا پہر کے حیران ہر چار سو
وہ صحرا جو تھا چھان مارا تمام
نہ پایا جو پانی تو غصے مین آ
گئی ضرب سے اوسکی پہٹ وان زمین
ہوا دیکھ یہ حال حیران کمال
یہ لچھمن کہ کے لچھمن نے غصہ سے تان
گئی دور تک پہٹ زمین ایکدم
ہوئے پہر مایوس اور چھوڑ آس
کیا سارا آکر بیان ماجرا
سر بار غرض رام نے لی کمان
تو یکدم ہوئی وان زمین شق
نہ نکلا جب یک قطرہ پانی وہان
جو لچھمن جانکی جی بہت بدحواس
جو سیتا نے دیکھا کہ اب یان کہین
گرا ئین زمین پر وہین اونگلیان
اب اسجا پہ لچھمن ہو اک خاص بات
وہ سیتا جو لچھمن خاص پہگوتی

برآمد ہو پانی کسیطور سے
مین لاتا ہون اب ڈہونڈ کر پانیہ آپ
فقط اسجگہ آپ بیٹھے رہین
لگا ڈہونڈنے آب کو جا بجا
نہ پایا کہین قطرۂ آب کو
نہ پانی کا پیدا ہوا ایکہ نام
لگا یا زمین پر وہین اک گدا
برآمد ہوا تو بہی پانی نہین
کہا آ کے لچھمن سے بہ حملہ حال
لگا یا زمین پر وہین ایک بان
مگر پہر بہی پہنچا نہ پانی بہم
چلے آئے دونون وہین رام پاس
ہوئے رام سنکر نہایت خفا
لگا یا جو دہرتی پہ جوڑ اس مین بان
رہا پہر بہی پانی کا باقی قلق
پریشان ہوا تب یہ شاہ جہان
ہوئے رام اس سے نہایت اوداس
کسی طور سے آب ملتا نہین
کہ بس بنگئے پانچ فوراً کنوان
سنین غور سے اسکو اہل نکات
سبب اسکے نکلا وہ پانی تبہی

جو تھی جانکی جی کو پانی کی چاہ ۔ لہذا المیب نظر آئی چاہ
سنا جرمان سے یہ اکثر بیان ۔ کہ ہو جو وہان ہین یہ پانچون کنوان
ہوئیں ان سے سیراب پھر جانکی ۔ ہوئے شادمان لچھمن و رام جی
بڑھے وان سے آگے کو پھر شہریار ۔ لگے دشت مین کرنے سیر و شکار
نہ ہونے کا درشن کے تھا پر ملال ۔ یہ کرتے تھے شہ اپنے جی مین خیال
کہ کچھ روز تک دشت کی سیر کر ۔ چلیں یان سے پھر بہر درشن ادہر
سمجھ سوچ یہ وہ شہ کامگار ۔ گیا بہر تفریح در مرغ زار
کرے شاہ اب سیر سے خوش مزاج ۔ مین پھیرون قلم کو سوئے ہنگلاج
اودہر تو کرین کچھ دنون رام سیر ۔ ادھر مین سناؤن تمھین حال دیر

داستان بار دگر تشریف آوردن شاہ سری رام چندر جی مع لچھمن و سیتا و ہنومان بنا بر ملاقات بھگوتی جی بمقام ہنگلاج و عذر تقصیر کردن ٹیک ناتھ و معاف کردن شاہ خطائے ٹیک ناتھ و بودن درشن بھگوتی جی و کردن گریہ و زاری سیتا جی و ہم آغوش بودن ہنومان و ٹیک ناتھ و گل افشانی از آسمان

مرا سب کی خدمت مین اب ہے سلام ۔ کہ ہوتا ہے یہ جنگ نامہ تمام
جو دین قدردان مجکو اس کا صلا ۔ تو دون رام اور بھگوتی کو ملا
مرے خامہ دے تو نہ لالچ کو کام ۔ صلہ کی نکر فکر مین بند گام
نہ لازم ہے دل کی رہی دل مین بات ۔ سنا دی جو باقی رہے واقعات



طمع کو نہ دے دخل دل میں ذری ۔ ادھر اب یہاں سے نکلکر کے شل پری
بس اب کان دھر کر سنیں خاص و عام ۔ کہی کل اسی ذکر پر اختتام
گیا شاہ جب لوٹ کر پر ملال ۔ ہوا بھگوتی جی کو اس کا خیال
بلا کر ٹنک ناتھ سے یوں کہا ۔ سن اب میرے فرزند یہ ماجرا
نہ معلوم تجھ کو یہ اسرار ہے ۔ کہ وہ رام ایشر کا اوتار ہے
جو آوے اگر اب وہ شاہ جہان ۔ تو ہو عذر خواہ اوس سے تو اے جوان
کیا تو نے یہ امر بالکل خلاف ۔ خطا کا ہے لازم کرانا معاف
ہوا اب شاہ جسوقت رونق فزا ۔ تو فوراً ادب سے مرے پاس لا
ٹنک ناتھ نے سنکے یہ روئداد ۔ ادب سے جھکایا سر انقیاد
غرض کچھ دنوں بعد پھر رام چند ۔ مع جانکی با دل دردمند
ہنومان و لچھمن کو ہمراہ لے ۔ چلے شاہ درشن کو اوس ماہ کی
قدم با قدم چلکے وہ سب کے سب ۔ ہوئے در پہ حاضر وہاں با ادب
تو پھر حسب الارشاد وہ پہلوان ۔ ٹنک ناتھ نامی دلاور جوان
ملا شہ سے آکر وہ فرخندہ فال ۔ لیا شاہ کو پیشوا حال حال
بہت شاہ کی اوس نے تعظیم کی ۔ کیا عذر تقصیر تکریم کی
کہا آپ کا ہوں میں تقصیر وار ۔ خدایا عفو ہو میری اے شہریار
ہیں خوردان سدا عاصی و پر خطا ۔ بزرگوں کا ہے کار بخشش عطا
نہ اب خاطر شہ رہے کچھ ملول ۔ مرا عذر تقصیر ہووے قبول
کرو فیض سے اب مجھے کامیاب ۔ میں ہوں بندہ شاہ والا جناب
لیا شہ نے سینہ سے اوسکو لگا ۔ ٹنک ناتھ کو دی پھر اوسدم دعا
جہاں میں ہمیشہ تو ہو بہرہ مند ۔ تو پیدا ہوا دوسرا رام چند

خطا اس مین تیری نہین اے پسر — ہمین خود تھا یہ امر مد نظر
نکرتے جو اس کام کو ہم بھلا — تمھین کون دنیا مین پھر پوچھتا
ہمین خود تھا منظور یہ انتظام — کہ ہو تیرا مشہور دنیا مین نام
ہوئے شاد بھیرون یہ سنکر سخن — گئے بھول پھر سب وہ رنج و محن
خوشی سے پکڑ شاہ و لچھمن کا ہاتھ — مع جانکی پھر چلے ساتھہ ساتھ
ہنومان بھی پیچھے پیچھے گئے — در خاص پر جاکے حاضر ہوئے
رکھا جبکہ اُس مٹھ کے اندر قدم — جہان پر تھی وہ مادر ذی حشم
تو کیا دیکھتے ہین سر انجمن — کہ وہ بھگوتی جی ہین ہم شکل زن

بیان سراپا بھگوتی جی

عیان سر سے کل شان ہے سروری — مسخر ہوئی جس کے دیو و پری
سر اوسکے سی نکتہ ہوا یہ عیان — یہی سر ہے بس سروران جہان
بڑے بال سر کے کھلے سر بسر — پڑے سر سے لیکر کے وہ تا کمر
اور اُس سر پہ اک تاج زرین رکھا — اور اُس تاج مین اک مکٹ تھا لگا
مکٹ مین جڑا تھا بدخشان کا لعل — نظر اوس پہ ٹھہرے نہ تھی یہ مجال
درخشان چو مہر جہان تاب تھا — غرض اُس سے شرمندہ مہتاب تھا
سوا اوس سر پہ ترچھا دہرا تھا وہ تاج — کہ تھا ہفت اقلیم جس کا خراج
جبین بود روشن تر از آفتاب — کہ بیشش نمے داشت خورشید تاب
جبین پر دو ابرو تھے مثل ہلال — وہ دو تیغ بُران تھین بہر جدال
طرین ابرؤن مین شکن سر بسر — عیان دو کمان تھین کھنچی چرخ پر
تھا اک سرخ ٹیکا جو شنجرف کا — میان دو ابرو کے تھا وہ لگا



اوسے دیکھ لالہ کے تھا دل پہ داغ
وہ روشن تھا ہو شمع مین جیسے چراغ

عیان از جبینش بود فرہی
ضریب بران فرق تاج مہی

وہ آنکھین جو تھین سرخ پر خون تمام
کہ مریخ تھا جن کے آگے غلام

وہ بینی الف وار تھی اور بلند
کہ تھی اوس سے چہرہ کی رونق دوچند

جو تھے کان کان جواہر تھے وہ
ہر اک نیک او بد سے ماہر تھے وہ

جو بودند آگہ زہر امر گوش
شدہ دیوتا جملہ حلقہ بگوش

زمرد کے کانون مین مندرے پڑے
کہ تھے اوس مین یاقوت و ہیرے جڑے

گلے بیچ جگنو پڑا جگمگا تا
ستارہ درخشان ہو جون صبح کا

جو تھے چار اُس ماہ پیکر کے دست
ہوئے سرکشان جہان آن سے پست

بہ یکدست شمشیر زہر آب گون
بدست دگر کاسہ لبریز خون

سوم دست از بہر بخشش نہاد
چہارم زبہر دعا بر گشاد

جڑاؤ بند ہے ڈنڈ پر نو رتن
نکالے جو متھہ کر وہ تھے نو رتن

جو تھے سرخ پنجہ حنا کی مثال
حنا سے نہ تھے بلکہ از خون لال

زمرد کے ہاتھون مین پہنے کڑے
گہر لعل و الماس اُس مین جڑے

تکلف ڈوپٹہ زری کا سجا
جواہر ٹکا جس مین لا انتہا

سنہری دھنک دار تھی اسکی کور
گلے مین پڑا دونون کاندھے پہ چھور

مشجر کا لہنگا مغرق بزر ہا ہا
بنا خوش نما زیب وہ در کمر

نیا بنکے آیا سلا قاف کا
وہ پردہ بنا اوس تن صاف کا

ستون سیم خالص کی تھے دونون پاؤن
قدم بوس ہین جن کے کل دیوتا

سنہری تھے ہون پانوں مین پازیب
جڑے لعل و ہیرے و تہین پازیب

گمان تھا کہ تصویر بلور کی
نہ بلور کی بلکہ تھی نور کی

ہو دیکھیں اوسے کاش اہل فرنگ
بصد شوکت و شان با صد وقار
حضوری مین باندہے پرا راستہ حسب و
یہ تحقیق ہے شاستر سے خبر
شکیلا جمیلہ نہایت حسین ہا
صنوبر کوئی کوئی تھی شمشاد قد
معطر بدن مثل مشک و گلاب
نظر اپنی ہر ایک نیچی کئے
لباس زری سر سے پا تک تمام
نظر شہ نے ڈالی جو با چشم ہوش
یہ دیکھا جو اُس مہ کا جاہ و جلال
سراپا وہ تھی بحر ہستی کی موج
ہوئے پیشتر گرد اُس کے نثار
وہین بھگوتی نے سر اونکا اوٹھا
رکھے سر پہ دونون کی شفقت سے ہاتھ
وہین جانکی جی بھی با چشم نم
سر جانکی بھگوتی نے اوٹھا
گلے سے لگایا راون کو کیا
کیا بھگوتی جی نے جب انکو پیار
ہوئی بھگوتی کو بھی رقت بڑی
بندھا پھر تو وہ تار رونے کا وان

اوڑے اُن کے چہرونکا حیرت سے رنگ
قوی ہیکل اک شیر نر پر سوار
کھڑین جو گنیان تھین با صد ادب
کہ تھی اونکی تعداد جو (۶۴) چونسٹھ نفر
کوئی مہر تابان کوئی مہ جبین
کوئی تھی گل اندام خورشید خد
نمایان تھا چہرہ سے شرم و حجاب
لئے خدمت و چاکری دل دئے
کھڑین دست بستہ لئے اہتمام
رہے ایک ساعت تلک بس خموش
ہوئے رعب سے شاہ حیران بکمال
جھکے لچھمن و رام دیکھ اُسکا اوج
گرے پھر قدم پر بصد انکسار
لیا جلد سینہ سے اپنے لگا
لگین پھیرنے اُس محبت کی ساتھ
گرین پانون پر یہ بھی چھو کر قدم
لیا گود مین سر اوٹھا کر بٹھا
جبین چشم کو اون کے بوسہ دیا
تو رونے لگی جانکی زار زار
بہی چشم سے موتیون کی لڑی
یہانتک کہ آنے لگین ہچکیان

کہون کیا نہ باقی ہے تاب سخن — یہ نوبت تھی اورس جا بقول حسن

وہ رو رو کے دو ابر غم یون ملے — کہ جسطرح ساون سے بھادون ملے

یہان تک بندھ گئے انکے رونیکا تار — بہے پھوٹ دیوار و در ایک بار

یہ حالت بڑی دیر تاری رہی — کہ دونون طرف آہ و زاری رہی

حسن کے سخن کو کرون اب تمام — لکھون پھر بدستور اپنا کلام

کہ جب خوب ملکر کے وہ رو چکین — غم و رنج دل پر جو تھا دھو چکین

لیا بھگوتی نے پھر اونکو سنبھال — کہا جان میری نکر اب ملال

دعا ہے مری اب نہ ہو تجھ کو غم — رہے دور خاطر سے تیرے الم

یہ کہکر کے پھر اپنے رومال سے — دئے پونچھ آنسو وہ بہتے جو تھے

ہنومان بھی گر و یکدم پھر سے — ازان بعد وہ بھی قدم پر گرے

جھکایا ہنومان نے جبکہ سیس — تو دی بھگوتی جی نے اونکو اسیس

کہا پھر تک ناتھ سے آن زبان — ملو تم ہنومان سے میری جان

بہت ہے ہنومان سے تو لڑا — یہ بھائی حقیقی ہے تیرا بڑا

خطا اس سے اپنی کر! تو معاف — کہ تا رنج سے اوسکا سینہ ہوا صاف

یہ سنکر کے پھیر دن ہنومان سے — گلے مل گئے با دل و جان سے

کہا دست بستہ کہ خادم ہون مین — خطا سے بہت اپنی نادم ہوئین

یہ امید ہے اب زراہ عطا — مرا بخش دیجے قصور و خطا

خوشی ہنومان نے یون کہا — تری بخشش دی مین نے کھنڈ خطا

ہوئے پھر یہ کہکر بہم اشکبار — لگے دھونے آنسو سے دل کا غبار

بڑی دیر تک دونون رویا کئے — غبار کدورت کو دھویا سے گئے

گئی جب کدورت وہ بالکل نکل — رہا کچھ نہ باقی دلون بیچ بل

توپھر ہوگئے خاموش باصد ادب
گئے بیٹھ آ بھگوتی پاس تب

ہوئی پھر تو ملنے کی سب کو خوشی
فلک پر سے بھی گل فشانی ہوئی

لے آئی پھر اوس جا جو تھے وانکی لوگ
ہوہین بھوگ کا اور پترونکا بھوگ

لگا پیشتر بھگوتی کو دیا ہا
ازان بعد تقسیم سب کو کیب

ہوے جبکہ درشن سے شہ بامراد
رہی شام سے لیکے تا بامداد

ہوئی الغرض جب نمایان سحر
اوٹھا پھر رخصت شہ نامور

مکرر ہوا بھگوتی سے نثار
ہوا پھر وہ رخصت کا امیدوار

اوٹھا ہاتھ دی بھگوتی نے دعا
کہا خوش رہو تم جہان مین سدا

قدم چھو کے رخصت ہوئے پھر یہ سب
نکل آئے اوس مٹھ سے باصد ادب

خوشی باخوشی بادل شادمان
گئے ملک اپنے کو شاہ جہان

بس اب ختم ہے اسجگہ سے بیان
مجھے داد دین حسن کے پیر و جوان

من عبد اللہ یک بندہ مسلمین
سلامت مراہست ایمان و دین

جو آزادگی فضل حق دین است
جلیسر ضلع ایٹہ مسکن من است

پولس کا مین ہون ہیڈ میر اقیام
رہے کوتوالی مین ہے صبح و شام

مناجات اخیر مصنف بدرگاہ جناب باری تعالے

الٰہی تیری ذات ہے بے مثال
توکر دشمنون کو مرے پائمال

جہان مین مرا بول بالا رہے
مری گور مین بھی اوجالا رہے

کرون اس جہان مین جسدم سفر
تو ہو جنت العالیہ مین گذر

مین دنیا مین زندہ رہون جب تلک
کسیکا نہ محتاج ہون تبتلک

مری آل واولاد قایم رہے
مرا نام دنیا مین دایم رہے

جو فرزند مرشد ہین قدرت علی
رہین خوش جہان مین وہ حق ولی کے

رکھے اونکو اللہ آباد و شاد
جہان مین رہین وہ سدا بامراد

نہ دے اُنکو خالق کبھی کوئی غم
رہے دور خاطر سے حزن والم

نہ پہنچے کبھی رنج زیر سپہر
جہان جب تلک ہے رہین مثل مہر

طفیل ابن حیدر حسین و حسن
رہین ہم غلامون پہ سایہ فگن

بافضال خالق بصد اقتدار
رہے اونکی اولاد بھی برقرار

جو ہین اونکے پوتے نواسے سبھی
رہین شادمان از طفیل نبی

تصدق سے ان صاحبونکی مدام
رہے آبرو سے جہان مین غلام

نہ ہو رزق کی مجھ کو ہرگز کمی
الٰہی تو دے دولت دایمی

رہین میرے احباب بھی خوش سدا
صحیح اور سالم بفضل خدا

نبی کی جو اُمت مین ہین مسلمین
رہین حفظ خالق مین وہ اہل دین

نہ ہووے خدایا کسیکو قلق
رہے جملہ مخلوق پر فضل حق

کیا مین نے اب اس دعا کو تمام
کہین ملکے آمین ہر خاص و عام

بڑی فکر اک دل کو تھی دن و رات
ہوئی ختم فضل خدا سے یہ بات

بتاریخ بائیسوین فروری
اٹھارہ سو اٹھانوے عیسوی

یہ تاریخ اور سن یہ تھا لا کلام
ہوا جنگ نامہ کا جو اختتام

ذکر پوشیدن زیور طبع کتاب مذکور بامداد و کوشش لالہ ہزارین حسب صاحب خزانچی دفتر پولیس آگرہ سکنہ سیٹھ گلی و نیز او صاحمیدہ جناب موصوف

ہوئی جبکہ بھیرون نبجے یہ تمام
تو یہ فکر لاحق ہوئی صبح و شام

که اسکو کسی طور چھپوا سئے — کہین سے زر نقد لے آئے
اسی فکر مین شام سے تا سحر — کیا شہر مین گشت ادہر اودہر
پہنچ پیش احباب کر دل سے عزم — سنائی ہر اک کو یہ دلچسپ نظم
سنا جس نے اسکو وہ شادان ہوا — مری راے پر آفرین خوان ہوا
زبانی ہر اک شخص نے داد دی — بہت سی مری تحسین و توصیف کی
اوسی جا پہ تھے اک مرے مہربان — خردمند ذی فہم اور علم دان
قوی جثہ و در سخن بے عدیل — کہ ہستند در فوجداری وکیل
لیاقت بلاغت کی ہر بات مین — ظرافت سدا اونکی اوقات مین
سناؤن تمھین اور حالات مین — وہ در اصل کالیستھ ہین ذات مین
کرون اون کے والد کا اب کچھ بیان — کہ تھے وہ بمغز بڑے قدردان
جو تھا کشن جی سے اونھین اعتقاد — عنایت سے اونکی یہ پائی مراد
کہ پیدا ہوئے یہ مرے مہربان — کرون نام نامی اب اونکا بیان
بوقت تولد بصد احتشام — رکھا اونکا متھرا کا پرشاد نام
مرے خامہ یہ بھی بتا سبکو دے — وہ متھرا کے پرشاد ہین کون سے
یہ سنکر ہوا خامہ یون تر زبان — کہ ہے زین خانہ مین اون کا مکان
بڑے بھائی ہین آپکے اور ایک — کہون کیا وہ ہین سر بسر مرد نیک
وہ ذی فہم عالی نش حق شناس — ہر اک کس و ناکس کا ہے اونکو پاس
سنو صاحبو آپکا اسم راس — نراین کے ہے بعد مین لفظ داس
چہ گویم که این ہر دو صاحبدلان — رلو وند سبقت بخوبی دو کلان
لقا یون دانی چنان بہرہ مند — رسانند بر چرخ گوئی بلند
سو یہ مہربان سنکے میرا کلام — ہوے شاد اور یہ کیا انتظام

که چنده کی احباب سے فکر کر
لگے کہنے پھر مجھ سے یون مہربان
کرو تمکو یہ پہلے مطبع مین جا
ہوو ریافت لاگت کا اول اصول
مین سن اپنے یہ مہربان کا کلام
جو ہے شہر مین ایک بستی نئی
بتاتا ہون نام اونکا باشور شین
ہوا اونکے مطبع مین جا ملتجی
ہوئے چھاپنے کو رضامند وہ
سخن یہ کیا اونکا جب مین نے گوش
جو ہے سنڈوی ہینگ کی دوستان
امان علی مولوی اون کا نام
ہین اک شخص عمدہ عجیب و غریب
جو مطبع ہے اونکا وہ با فیض عام
کہا اون سے جب جا کے یہ ماجرا
کہ ہم تم سے زاید نہ لینگے کبھی
سنی جبکہ معقول اونکی دلیل
اس اثنا مین اک بڑے وقار
سناتا ہون اب یان سے کچھ انکا حال
نہ ہے بوئے کچھ تمکنت کی ذری
نہ ہون شاد کیونکر کہین وہ ہین
کرین پھر مطبوع تحصیل زر
یہ کی ہم نے تجویز با دل و جان
چھپائی مین صرف اسکے کیا ہویگا
تو بعد اوسکے چندہ کرین پھر وصول
گیا آگرہ شہر مین شاد کام
اوسی جا پہ رہتے ہین اک مولوی
کہ ہے لفظ فیاض قبل از حسین
غرض طبع کی آن سے درخواست کی
لگے مانگنے اک سے دہ چند وہ
تو بس چلدیا وان سے ہوکر خموش
وہان سیر سے رہتے ہین اک مہربان
اسی نام سے ہین وہ مشہور عام
مکان اونکا ہے خاص پل کے قریب
کہ ہے فیضیاب اُس سے عالم تمام
تو بولے وہ مجھ سے زراہ عطا
وہی لینگے ہوگا جو کچھ واجبی
گذارش کیا جا کے پیش وکیل
کہ ہین ہر ترا ین جو تحویل دار
یہ خوش خلق ہین اور شیرین مقال
سراسر ہے بس آدمیت بھری
وہ ہر وقت رہتے ہین خندہ جبین

وہ چشم سیہ مست پر از حیا — کہ آنکھین چوراتی ہے نرگس سدا
وہ آنکھین ہین چھوٹی سوا اسکے گول — تو موتی وہ دو ہین نہین جنکا مول
ہین دونون آنکی بینی کی کس سے نظیر — قلم شاخ قدرت کی سمجھو لکیر
سطول وہ چہرہ ہے مثل کتاب — کہ اک وقت تھے سہ جبین و حجاب
جو زاید ہے پنجاہ سے سال و سن — گیا نصف گویا جوانی کا دن
وہ رخسارہ نازک جو تھے مثل گل — سو باد خزان سے ہوے خشک گل
نہ بھائی تو دون دوسری یہ مثال — اوڑا گل کا باد خزان آئے جمال
پر زاغ پر برف باران ہوا — سراسر بزرگی کا سامان ہوا
ہوا حوصلہ دیکھ ہر اک کا پست — وہ ابر کرم ہین جو ہین ہر دو دست
قد اوسط اکہرا سراسر بدن — سدا اپنا رکھتے ہین سادہ چلن
غریبان نوازی مین یکتاے دہر — کہ مشہور شد در جہان مثل مہر
سخاوت کا پوچھو نہ کچھ مجھ سے حال — نظر جب یہ ڈالی ہوا وہ نہال
اگر مثل سایل کوے غم گرا — گیا در یہ پھر وہ نہ خالی بھرا
ہوئے تجھ کو بھی دیکھتے بیس سال — کہ اسوقت تک آپکا ہے یہ حال
کہ ہرگز برائی کسیی کی نہ کی — بھلائی مگر کی جہانتک بنی
پولس اونکی ساری ثنا خوان ہے — ہر اک شخص پر اونکا احسان ہے
عنایات حق سے نہ ہے کچھ کمی — کہ ہے گھر مین بیٹھی ہوئی یہ چھمی
پولس کا جو دفتر ہے با آب و تاب — یہ سب انسپکڑ ہین اوسکا جناب
مکان کوتوالی سے از بس قریب — پہونچتے ہین در پر امیر و غریب
گیا اتفاقاً جو مین اونکے گھر — گیا ذکر استت کا کل سر بسر
گیا مختصر کرکے کچھ یہ بھی ذکر — کہ کی ہے وکیلون نے چندہ کی فکر

سنائی تمامی پھر اون کو کتاب
سنو تم سے کہتے ہین یہ بات ٹھیک
لگے گا جو کچھ وہ لگائین گے ہم
کٹی عمر حرف و حکایات مین
یہ کہکر دئے مجھ کو کاغذ کے دام
بمطبع امان علی مولوی
ازل مین یہ نعمت جو قسمت ہوئی
کہ بھیرون کے اسنت کو با دل و جان
مطابق نوشتہ کے کر حوصلہ
کیا شاد بھیرون کو یہ کر کے کام
ذرا بھی کچھ اس مین تعجب نہین
زبان بھگوتی جی کی اکدم ہلے
کمی صرف ہے ایک گھر مین یہی
خدا اونکی بر لائے دل کی مراد

تو سنکر کے بولے وہ عالی جناب
کہ چندہ کے حیلہ سے مانگو نہ بھیک
بس اب طبع اسکو کرائینگے ہم
بھلا کچھ تو داخل ہون حسنات مین
کہا جا کے اب تم کرو انتظام
پہونچکر کے چھپنے کی تدبیر کی
تو بس حق نے یہ ہر نراین کو دی
کرائین گے یہ مشتہر در جہان
کیا ہر نراین نے سٹے مرحسلم
رہیگا بس اب حشر تک انکا نام
عنایات بھیرون سے شاید کہین
ضعیفی مین فرزند اونکو ملے
سو یہ پوری کریگی اوسے بھگوتی
رہین اس جہان مین وہ آباد و شاد

اندھیرا پڑا ہے جو اون کا مکان
کرے اوس کو روشن خدائے جہان

بالخیر تمت

الحمد للہ و المنۃ کہ کتاب بھیرون بجے من تصنیف جناب مولوی محمد عبد اللہ ساکن قصبہ جلیسر ضلع ایٹہ ہیڈ کانسٹبل متعینہ کوتوالی شہر آگرہ امان پریس آگرہ مین چھپی

تقریظ لامعہ تاریخ بقاعدہ زبر و بینات من نتائج طبع علامۂ عصر فہامۂ دہر طوطی شیرین گفتار بلبل خوش منقار غنچہ بوستان سخندانی عندلیب گلشن خوش معانی فصیح محاورہ دان نکتہ سنج خوش بیان برگزیدہ کونین مخدومنا مکرمنا عالی حسب والا نسب جناب داروغہ سید امداد حسین صاحب المتخلص بہ قیصر سب انسپکٹر پنشن یافتہ پلیس قصبہ کاکوری حال قیام پذیر شہر آگرہ زید اللہ اکرامہٗ

لکھی کہیں پرون نسخے کیا شیخ عبداللہ منشی نے
سنی جسنے ہوا وہ جان و دل سے اسکا شیدائی

بڑی محنت سے ہی تازہ کیا اس کہنہ مضمونکو
عروس طبع عالی نے نئی صورت ہی دکھلائی

مقابل رام کے فوجیں ہوئیں جسطرح کہیرو نسے
اوسی ڈہب مثنوی میں کی ہے بیتوں نے صف آرائی

وہاں باتیں لڑائی کی ہوئیں کہیرون و لچھمن میں
مسلح ہو یہاں فوج مضامین سامنے آئی

بڑی محنت مصنف نے اوٹھائی اسکے لکھنے میں
کسی نے پر نکی افسوس آنکی قدر افزائی

خدا کی دین ہے اس میں کسیکا کیا اجارہ ہے
طبیعت ایسی فیضی اور عرفی نے کہان پائی

لطایف اور غوامض مثنوی کے کون دیکھیگا
ملی ہے کب کسی اہل سخن کو ایسی بینائی

فصاحت اور بلاغت یہ میسر ہو نہیں سکتی
کرے سو مرتبہ اس در پہ سحبان ناصیہ سائی

نہیں پہنچا ہے گو ایران تلک شہرہ فصاحت کا
ہوئے پر جان و دل سے مدح خوان ہندی و عیسائی

بڑی کوشش سے مضمون ڈہونڈ کر لائے پہاڑو نسے
بیان کیا ہو سکے اس طبع نازک کی توانائی

عجب پاکیزہ مضمون ہے عجب بندش ہے کیا کہنا
زبان دان کیون نہ شرمائیں کسی پہ زبان پائی

ہین اچھے برے کی اسمین کچھ تمیز ہر اک کو
اگرچہ آگرہ مین وہ زبان دانی ہین کیتا ہین
ہزارون آفرین اے مرحبا واللہ کیا کہنا
سخن کی اونکی کیا تعریف وہ بالذات اچھے ہین
کتابین آنکی بک جائین برائے مدعا دل کا
مناسب ہندوونکو ہے کرین امداد سب اسمین
لڑائی رام بھیرونکی سراپا مثنوی مین ہے
عجب کانی لکھی حافظ سے پاک طینت نے
لکھی کانی وہ کیا پہنا دیا جامہ عروسی کا
بنی کانی وہ جب ایسی تو چاہا یہ مصنف نے
کئی نامی مصورسنکے آنکے پاس جا جا کر
بنایا گو کہ ہر تصویر کو ہر اک نے موقعہ پر
ہوئے مجبور جب زاید تو ہین اک مہربان آنکے
کسی سے جب نہ مطلق بن سکین دلچسپ تصویرین
نہ تھی جو کام کی کثرت نے اونکو ایکدم مہلت
نہ چھوڑا جب کسی صورت سے پیچھا شخصان نے جب
بنائین واہ کیا کہنا عجب دلچسپ تصویرین
عجب کیا ہے یہ تصویرین جو کلمہ پڑہ اوٹھہ بیٹھین
کیا سب سے زیادہ کام لالہ ہرنراین نے
چھپائی مثنوی رام و بھیرون کیا مقدر ہے
سخاوت اور محبت اور مروت آنکی خلقی ہے

ادائے نازنینان ہے جسے بھائی ادسے بھائی
مگر یہ خاکساری ہے نہین دعوائے یکتائی
نہایت عمدگی سے کر دی ہے اس قصہ کو زیبائی
ملی ہے حق سے حصہ مین انھین یکی و گویائی
بڑی محنت سے لکھی ہے بڑی کوشش سے چھپوائی
اٹھائی ہے بخاطر اونکے ہم چشمون مین رسوائی
لکھی کیا خوب اور شاباش اوسکو جسنے لکھوائی
کہ ہر اک سمت سے کانون مین تحسین کی صدا آئی
نظر ثانی جو کی خود ہوگئے وہ اوسکے شیدائی
کہ تصویرون نے ہونی چاہئے اب اسکی زیبائی
جتا یا محل و موقعہ لکھ کے اور تدبیر بتلائی
نہ آئی پر کسی سے چاہئے تھی جیسی زیبائی
نظیر احمد ہے نام اونکا امیر الدین کے بھائی
تو اونکے پاس تب انکو ضرورت کھینچکر لائی
تو باہم ابتدا عذر کی نوبت وہان آئی
کرم سے مہربان نے مہربانی پھر تو فرمائی
کہ زیر خاک روح مانی و بہزاد شرمائی
کہ خامہ مین مصور کے ہے اعجاز مسیحائی
کہ چھپوائی ہے اپنے پاس سے دیکر کے چھپوائی
ہمیشہ کے لئے دنیا مین یہ نام آوری پائی
حقیقت مین وہ اپنے وقت کے ہین حاتم طائی

جزاک اللہ لالہ مہر نراین واہ کیا کہنا
ابھی تک تو عروس نظم تھی پردہ مین پوشیدہ
بڑی سج دہج سے نکلی ہے عروس نظم مطبع سے
یہ وہ معشوق عاشق کش ہے بازارون مین گر نکلے
نہین نکلی یہ مطبع سے پری نکلی پرستان سے
ہزارون مشتری مثل زلیخا ہو گئے پیدا
سنی جب مثنوی من نے تو دل نے یہ کیا مجھسے
ہوئی تاریخ کی جانب جو فکر نارسا مایل
ز براد ربنیہ سے بکرمی سن اسکا سن قیصر

یہ چلتے جی جگہ اپنے لئے جنت مین بنوائی
جو صحبت پائی مطبع کی ہوئی معشوق ہرجائی
عجب کیا گر بنائے عابدونکو اپنا شیدائی
بنائے اسکا نظارہ خریدارونکو سودائی
بنایا قاف سے تا ہند اپنا سب کو شیدائی
یہ چھپ کر مثل یوسف جس گھڑی بازار مین آئی
برائے سال ہجری بھی کرو کچھ خامہ فرسائی
تو سر سے کاٹ مین سرور کے خامہ کی صدا آئی
دبی رگھوبیر بھیرون سے باقبال چھپا مائی
سمت ۱۹۵۵ بکرمی

قطعہ تاریخ لقاعدہ ابجد من نتایج طبع جناب مہربان برحال دوستان مخدوم غلام حسب سرور خانصاحب وکیل عدالت کلکٹری و فوجداری ضلع آگرہ زاد اللہ قدرہ و منزلتہ

لکھی شیخ صاحب نے کیا مثنوی یہ
اسے سنسکرت سے اردو مین لا کر
عجب فیض تعلیم خالق نے بخشا
کرین لاکھ بیجائیان گر سخن مین
بیان ہو سکے کس سے اس شاعری کا
نہ کچھ بھی سہی اونکی محنت تو دیکھین
پئے سال سمت یہ سرور نے لکھا

حقیقت مین اس فن کے ہین وہ معلم
کیا نظم قصہ کو بیشک ہین ناظم
کہ عالم ہوا اونکی برکت سے عالم
بجا ہے کہ ملک سخن کے ہین حاکم
شکستہ کرین ہو اگر بحر سالم
پر اہل سخن کو ہے انصاف لازم
ٹِکنات بھیرون بھگوتی کے صالم
سمت ۱۹۵۵

حالات سوانح عمری مصنف العبد ملازمی پولیس ضلع آگرہ وغیرہ بیان احوال سرپرستی وغربا پروری وشفقا نوازی جناب فیض بخش فیاض زمان کنور کلیان سنگہ صاحب رائے بہادر انسپکٹر پولیس یعنی کوتوال شہر آگرہ دام اقبالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لکھوں پیشتر سب سے حمد خدا
نہیں جسکی قدرت کی کچھ انتہا

کرے شاہ کو ایکدم مین گدا
گدا کو بنا دے وہ فرما روا

عجب اوسکی قدرت عجب اوسکی کھیل
جسے چاہے دنیا تو دے ریل پیل

لکھوں اب مین نعت نبی اوستوار
جو محبوب ہین خاص پروردگار

محمد نبی مالک دو جہان
بروز جزا شافع انس و جان

یہ قدرت مین حق کے اوسے بار ہے
کہ ساری خدائی کا مختار ہے

جو چاہے تو خالق سے وہ اذن لے
خدا کی خدائی کو سب بانٹ دے

جو ہین چار اوس بادشہ کے وزیر
وہ نور اعلے نور ہین بے نظیر

کرون وصف کس منہ سے اوسکا رقم
زبان مین نہ طاقت نہ تاب قلم

صفت کیا کرون آل واولاد کی
وہ ہین خاص دل اور جان نبی

خدا خاص کراونکی جب شان مین
کرے مدح خود اپنے قرآن مین

تو پھر میرا منہ کیا جو کھولوں زبان
کرون وصف کس منہ سے انکا بیان

جو سمجھے وہ سمجھے اونہین پنج تن
بدالنسبت میرے وہ سب ایک تن

بس اب آل واصحاب سب پر تمام
خوشی سے مین بھیجون درود وسلام

آغاز حالات مصنف

گیا بخت خفتہ جو ہے میرا جاگ
تو لوں اسپ خامہ کی اب اپنی باگ

اٹھا کر کے قرطاس بر دون خرام — کہ دے بڑہ کے کا وہ اٹیرن سے کام
ہوا فسر ہین اک میرے والا حشم — کرون شکریہ اب مین اونکا رقم
کرون پیشتر حال اپنا بیان — کھلے بعد کو شکریہ مین زبان
کہ یورپ کی جانب بہت یان سے دور — ہے اک شہر معروف مرزا پور
رعیت وہان کی ہے آباد و شاد — غرض ہے عجب شہر مینو سواد
جدہر آنکھ کو اپنی دیکھو اوٹھا — اوسی سمت آوے نظر اک فضا
بہت صاف دون اور بھی اک پتا — بنارس کا ڈانڈا ہے اوس سے ملا
اس عاصی کے والد تھے اُس شہر مین — وہ مشہور و معروف تھے دہر مین
تھے سب السپکٹر پولس کے وہان — کہ مدح اب تک ہین جملہ کسان
بہی ہین وہ تھے درجہ اولین — رضامند تھے ہر کہین وہ ہمین
سوا اسکے حامی دین متین — تھا اسم مبارک عظیم الدین
ہوئی ایک مدت وہان نوکری — تو پنشن کی آخر کو درخواست دی
ہوئی جب وہ منظور تب مجکو لے — جلیسر مین آکر مکان پر رہے
جلیسر کا کل پرگنہ سر بسر — ضلع آگرہ مین تھا اوسوقت پر
جو تھے سپرنٹنڈنٹ والا مقام — کمشنری صاحب اونکا تھا نام
زمستان کی جسوقت آئی بہار — تو دورہ کو صاحب اُٹھے ایکبار
غرض جبکہ وہ صاحب صف شکن — جلیسر مین جسدم ہوئے خیمہ زن
تو بہر ملاقات والد سے گئے — مجھے اپنے ہمراہ مین ساتھ لے
ملاقات صاحب سے جسدم ہوئی — تو خاطر بہت اونکی صاحب نے کی
بٹھایا اونھین اور پوچھا مزاج — کہا پھر کہ رکھتے ہو کیا احتیاج
عنایت جو صاحب نے کی حد سے بیش — تو والد نے اوسدم کیا مجکو پیش

اوسیوقت مین پھر بفضل خدا
بنا روپیہ پانچ کا میرے بل
سن و ماہ تھا وہ یکم جنوری
مین اس ماہ و سن مین مقرر ہوا
وہا کچھ دنون لین مین کھا کے بل
نہ تھی کام کی جو کہ مجکو تمیز
تعینات پہلے سے تھے وہ وہین
اونھون بہت مجھکو امداد دی
وہ پاتے تھے تنخواہ اوسوقت بیس
عنایت سے اُنکی ہوا جب مین طاق
ہوئے ہونگے اب دو و یا تین سال
اگرچہ وہ اب ہین یہان پر نہین
اب اس ذکر کو اسجگہ چھوڑدون
کہ جب بندہ کمترین خیر خواہ
کہ والد نے آپھر خبر میری لی
کہ صاحب بہادر جو تھا اہل دل
جو چھہ روپیہ ہوگئے پانچ سے
خوشی ہوکے پھر یان سے والد مرے
ہوا جا کے لبریز جام حیات
مین بس رہگیا اپنے سینہ کو کوٹ
نہین ہے مجھے اب یہہ تاب و توان

بزمرہ کلارک مقرر ہوا
ہوا درجہ سویم کا کانسٹبل
اٹھارہ سو ستر و نو عیسوی
ملی لین مین مجکو رہنے کی جا
سر رشتہ مین پھر وان سے آیا بدل
تو تھے ایک دفتر مین میرے عزیز
کہ تھا نام اونکا علا اور دین
ہر اک کام کی مجکو تعلیم کی
بمشہور مولانا نقشہ نویس
رہا خوب عرصہ تلک اتفاق
کہ یان سے بدل وہ گئے نینی تال
خدا شاد رکھے جہان ہون وہین
وہی ذکر اپنا قدیمی لکھون
سر رشتہ مین آکر رہا تین ماہ
سفارش مری آ کے جنٹا سے کی
کیا درجہ دویم کا کانسٹبل ہا ہا
پڑا مین زمانہ کی پھر آنچ سے
مکان پردہ تشریف کو لیگئے
گئے سوئے جنت وہ پھر ہی یہ تھا
پڑا غم کا اک آسمان مجھ پہ ٹوٹ
کہ اوس رنج و غم کا کرون کچھ بیان

ہوئے فوت جب وقت وہ ذی صفات
ہوا دوسرا امر یہہ بر محل
ہوا پھر تو قسمت کا یہ ایر پھیر
اثاثہ کو والد کے پھر بیچکر
ہوا ختم سرمایہ جب وہ تمام
لگا لینے احباب سے جا کے قرض
ملا قرض تو پیٹ اپنا بھرا
جو حد سے زیادہ ہوئے زیر بار
اسی طور مدت گئی اک گذر
جو پاؤن کے نیچے سے نکلی زمین
ہوا اس مین آکر نیا انتظام
ہوا نظم جب ایسے آئین کا
تھے اس جا پہ دو مولوی صاحبان
کہ محب اللہ تھے ایک صاحب کا نام
مدام انکی خدمت مین حاضر رہا
ہوا حال گو میرا ان پر عیان
اسی اثنا مین اک افسر ذی انام
ہوئے آنکر شہر کے کوتوال
مری عرض کی آنسے یہ بات تھی
یہ تھا تیز و طرار اون کا بیان
بظاہر بہت میری دلجوئی کی

تو پھر میرے پوچھی کسینے نہ بات
وہ صاحب بھی یان سے گئے پھر بدل
لیا مجکو افلاس نے آکے گھیر
مین کرتا رہا کچھ دنون تک گذر
تو فاقہ کشی پھر ہوئی لاکلام
بمنت سماجت کہی اپنی عرض
ملا گر نہ تو سنگ دل یہ در ہرا
بجا لائے ہم شکر پروردگار
ولیکن کسی نے نہ لی کچھ خبر
ہوا پھر تو مین سخت اندوہگین
ہوئے پانچ سے چھ اکل خاص و عام
مین پھر رہگیا درجۂ تین کا
وہ تھے انسپکٹر پولس کے یہان
طفیل اور احمد تھا ثانی کا نام
کہ تھے ترقی کا کچھ سلسلہ
کھلی پر نہ ان صاحبون کی زبان
کہ فیضان اللہ تھا اونکا نام
کیا اون سے مین نے بیان اپنا حال
کہ والد سے میرے ملاقات تھی
کہ لکنت نہ کرتی تھی مطلق زبان
تسلی تشفی بہت مجکو دی

یہ فرمایا پھر مجھسے ہو مہربان
تجھے ایکدن جا کے حکام سے مل
زبانی دلاسا بہت سا دیا
رہی آخرش جی کی جی ہی مین بات
تھے اک انسپکٹر جو بندہ حسین
کہ ہم تجکو صاحب سے کرکے حضور
یونہین کہتے کہتے وہ بس چلدئے
ازان بعد آئے اک عالی جناب
بہ باطن حسن بود وظاہر جوان
ہوئے وارد شہر از جونپور
جو تھے سپرنٹنڈنٹ والا مقام
یہ اونکے بڑے محرم راز تھے
جو چاہا انھون نے وہ حکام نے بھی
بہت مہتمم سبکے افسر ہوئے
نہ ہیڈی کو کچھ مجھسے پونچھے کبھی
نہ تھا درجہ سات کا کچھ شمار
یہ سب کچھ ہوا پر یہ بندہ غریب
کئی بار گو مجھسے وعدہ کیا
دین سند مجھے پھر امثل پلہ لگا
وہ ہیڈی تو ہونا رہا درکنار
بدل وہ بھی آخر گئے ایک ساتھ

کہ اب غم نکر آگئے ہم یہان
کرا دینگے ہم ہیڈ کانسٹبل
ولیکن نہ ایفائے وعدہ کیا
بدل پھر گئے یان سے وہ ذی صفات
وہ کہتے رہے یونہین با شور شین
ترقی کرا دینگے تیری ضرور
رہا آرزو دل کی دل مین لئے
کہ خان بہادر تھا جن کا خطاب
علی جان گفتند خورد و کلان
ہوا اون سے بہتونکا افلاس دور
کہ تھا ایٹمین بعد مسٹر کے نام
یہانتک کہ کل کاربرداز تھے
وہی کردیا انکی تھی جو خوشی
بہت لوگ سب انسپکٹر ہوئے
وہ ملتی تھی دن بھر مین ہو چار کو
کہ کتنونکو ٹبتا تھا لیل و نہار
رہا اونکے بھی وقت مین بے نصیب
کہ دینگے تجھے ابکے ہیڈی دلا
صد افسوس تو بھی نہ پلہ لگا
نہ چھہ سے ہوئے سات تک ایکبار
یہین ملتا ہوا رہگیا اپنے ہاتھ

سوا ان کے خوشحال سنگہ کوتوال
بعد اونکے یہ بندۂ کمترین
محرر کی انچارجی آ کے کی
مرا دیکھ کر سر بسر حال زار
ترقی تری ہم کرا دیوین گے
ولیکن کسی دن نہ اتنا ہوا
محمد حسین اور عباس حسین
کہ کہنے سے اونکے یہ بے غش و غل
قلم تھامنے کی نہ جنکو تمیز
غرض نام اب یا نہ کس کس کا لون
کہون کیا کہ کتنے انسپکٹر ان
قیاساً لکھون گرچہ اونکی شمار
کیا سب نے گو و قر اور قاعدہ
خبردار خامہ زبان بند کر
زبان شکایت کسی کی نہ کھول
ملا جو کسی سے نہ تجھ کو صلہ
روان کر اوسی جا سے پھر اپنا خنگ
مین پھر توسن خامہ کو کر کے رام
کہ جب آگرہ شہر مین مہربان
گئے سیر بی تقدیر یکدم سے جاگ
بعد شوکت و شان باداد و دہر
ہو رونق فزا تھے بجاہ و جلال
ہوا کوتوالی مین آ جاگزین
نہ تقدیر سوتی ہوئی پر جگی
زبان سے اونھون نے کہا چند بار
تجھے ہیڈ افسر بنا دیوین گے
کہ صاحب سے کہتے مرا ماجرا
کہا واسطے اونکے با شور و شین
ہوے ایکدم ہیڈ کانسٹبل
بدولت ہوئے آمکے سب کچھ وچیز
گئے وہ بھی مین رہگیا جون کا تون
گئے اور آئے بہت وان وہان
تو شاید وہ زاید ہون از چہل چار
نہ لیکن ہوا اور کچھ فایدہ
کسی پر نہ الزام تو اسکا دھر
مقدر کو تو اپنے کاٹے مین تول
مقدر سے کر اپنے اسکا گلہ
کہ پھر کیا ہوا بعد خوشحال سنگہ
لے آیا اوسی جا پہ دیگر نگام
جو گذرا مجھے سال اونسوان
کہ اک افسر آئے یہان از برائے گشت
ہوئے وارد اکبر آباد شہر

شجاع و جوانمرد نادر جری
مزین با نوار رخ سروری

شرافت نجابت کے یکتا گوہر
تبسم تکلم بہ ہر یک بشر

لیاقت صداقت مروت خصال
فصیح و بلیغ و شیرین مقال

تراشندۂ فرق جور و ستم
سحاب ترحم و ابر کرم

برارندۂ حاجت مستمند
تسلی دہ ہر دل دردمند

زبس قدردان مردم حق شناس
شناسندۂ ہر بشر از قیاس

فلک مرتبت شہسوار اسپ خنگ
مسمی باسم است کلیان سنگ

وہ راے بہادر ہین عالی جناب
ملا قیصر ہند سے یہ خطاب

یہ سو جو جسوقت تھے دربراگ
گئے بد چلن شہر کو چھوڑ بھاگ

بصحت سُنا یہ گیا ماجرا
ریاست کا ڈنڈا وہان تھا ملا

جو تھے راہزن اور عیار تگران
لئے آپ نے باندھ سارے وہان

پکڑ کر کے یکدم سے کل بدگوہر
عدالت کو چلتے کئے باندھ کر

گئے جب عدالت مین وہ پرفتن
سزایاب جملہ ہوے راہ زن

ہوا حکم حاکم یہ نافذ بفور
مجلس دوامی و دریائے شور

ہوئے اسطرح سرکشان جبکہ صاف
پڑا زلزلہ قاف سے تا بقاف

سند ہا پھر تو یہ رعب زیر فلک
کہ پہونچی خبر اسکی ملکہ تلک

ہوئین شاد ملکہ یہ سن بیحساب
ملا اب یہ رائے بہادر خطاب

اب اس جا پہ مسکن کا دو نام رکھا
علی گڈھ بھی کہتے ہین اور بعض کول

غرض آپ جسوقت آئے یہان
کچہری مین مجکو ملے ناگہان

ہوئے یکبیک مجھ سے پرسان حال
کہا مین نے قصہ تمام و کمال

اوسیوقت یہ صاحب حق شناس
گئے سپرنٹنڈنٹ صاحب کے پاس

بیان میرا اسرار کیا ماجرا ۔۔۔ کہ صاحب نے مجکو طلب پھر کیا
مین خوش ہو کے اوسوقت باصد سرور ۔۔۔ ہوا جا کے صاحب گئے فوراً حضور
ہو جو دگی میرے اوسوقت بھی ۔۔۔ سفارش بہت میری صاحب سے کی
کہ صاحب نے ہو کر کے کچھ رحم دل ۔۔۔ کیا درجہ دوئم کا کانسٹبل ...
بفضل خدا یون ہوئے چھ سے سات ۔۔۔ کٹی پھر تو یکچند کلفت کی رات
بڑا اسمین آکر کے جو قحط سال ۔۔۔ ہوا پھر تو تبدیل بہت میرا حال
کہ دو دو گئے روز یونہین گذر ۔۔۔ نہ نان جوین تک بھی آئی نظر
اونھین دنمین خالق نے کچھ رحم کھا ۔۔۔ بدل کوتوالی مین مجکو دیا
جو تھے کوتوالی مین یہ ذی حشم ۔۔۔ لیا مجکو خدمت مین باصد کرم
ہوئی مقتضی آپکی پھر یہ رائے ۔۔۔ کیا میرے تفویض لکھنا سرائے
گئے اسمین جب چھ مہینے گذر ۔۔۔ تو اکدن مرا دیکھ حال بتر
بکمر کہا جا کے صاحب سے حال ۔۔۔ کیا میری خاطر بہت قیل وقال
کرون مختصر اب کہ یہ مضمحل ۔۔۔ بنا درجہ اول کا کانسٹبل
پڑا تھا جو مدت سے یا دنمین کاٹھ ۔۔۔ وہ نکلا ہوئے سات سے جبکہ آٹھ
ازان بعد آئے جو ایام سعد ۔۔۔ تو پھر لی خبر میری چھ ماہ بعد
کہ صاحب کو میرا جتا سوز دل ۔۔۔ کرایا مجھے ہیڈ کانسٹبل
ہوئے آٹھ مبلغ سے اب پھر دس ۔۔۔ ادا شکر اونکا کرون ہر نفس
ہوئی اب تو تسکین بجھی دلکی آگ ۔۔۔ جو تھے فقر بتمان وہ گئے گھر سے بھاگ
مین دراصل تھا ایک ناچیز خس ۔۔۔ نہ لایق تھا اسکے کہ ہوتے جو دس
نہ تھا مجھکو ایسا کوئی سوجھتا ۔۔۔ مری حالت زار جو بوجھتا +
دلائے مجھے آپ نے جبکہ دس ۔۔۔ کرائے تھے آسان روز اونسین کس

نہ اک تجھ پہ تنہا رعایت ہوئی
اوٹھا ہاتھ اب دل سے دونوں یہ دعا

جہاں میں رہیں وہ باامن و امان
سدا اونکے حاسد رہیں چشم کور

رہے جب تلک آب گنگ و جمن
مٹا دیوے یہ بھی خدا دل کا داغ

کہ یعنے وہ اولاد سے شاد ہون
نہ پہنچے کبھی رنج زیر سپہر

مرے بال بچہ بھی ہو شاد کام
کہ اے خالق قادر ذوالجلال

خدا اونکو رکھے سدا چاق و چست
عزیزان و خویشان اور اقربا

کہ یارب جہاں میں بجاہ و جلال
من عبداللہ یک بندۂ مضمحل

شود این تمنائے بندہ حصول
نوشتم چو این را بخون جگر

ہمیں چشم دارم زوالا مقام

کہ انہیں کس پر عنایت ہوئی
خدایا تو رکھ فضل اون پر سدا

رہیں شادمان سب تلک ہے جہان
رہیں سارے دشمن ہم آغوش گور

وہ قایم رہیں مسرور انجمن
کہ روشن کرے اونکے گھر کا چراغ

زمانہ کی کلفت سے آزاد ہون
جہان جب تلک ہے رہیں مثل مہر

کریں یہ دعا حق سے یہ صبح و شام
رہیں خوش جہان میں سدا کوتوال

وہ باآبرو اور رہیں تندرست
و ما جملہ کرتے ہیں صبح و مسا

رہیں دایما وہ خجستہ خصال
چو شد از کرم ہیڈ کانسٹبل

بسازید این شکریہ را قبول
کہ این نذر ماند بہ پیش نظر

بہ باب اجابت رسد این کلام

بالخیر

جسوقت کہ یہ کتاب جملہ مرتب ہوگئی اوسوقت مصنف نے سند اروبرو پنڈت
صاحبان مندرجہ ذیل کے خدمت مین اس غرض سے پیش کی کہ کوئی صاحب
اس ذکر کی صداقت سے منکر نہ ہووین اور مستند اور صحیح حالات مطابق
شاسستر کے تصور کرین کہ تحریر پنڈت صاحبان بجنسہ ذیل مین درج ہین۔

सार्टीफ़िकट पंडितों के

इस किताब को प्रारंभ से समाप्त तक मैं ने सुना कोई भी शब्द नहीं पाया गया जो तर्क के योग्य हो और कोई धर्म से भी अंतर नहीं है मेरी समझ में दुरुस्त है ज़्यादा शुभम्

हस्ताक्षर

पं. सोहन लाल शर्म्मा

इस किताब को अव्वल से आख़िर तक मैं ने सुना शायरी उम्दा है और किसी से विरोध नहीं. यह किताब सही और हाल सही शास्त्र के मुताबिक़ है.

दस्तख़त

पं. गोवर्द्धन शर्म्मा

मेरी सम्मति में पुस्तक बड़ी उत्तम बनी है धर्म्म के विरुद्ध नहीं है. काम बड़े परिश्रम का है मुझ को पूर्ण आशा है कि इस पुस्तक का देश देशान्तरों में ख़ूब प्रचार होगा.

दस्तख़त

रामेश्वर भट्ट हेड पंडित आगरा कालेज

इस किताब का उल्था मैं ने दिया है शायरी उत्तम और हाल सब ठीक २ दरज है वास्तव में बहुत परिश्रम किया गया मैं अत्यन्त इसको सुनकर प्रसन्न हुआ आशा है कि सब महाशय प्रसन्न होंगे.

द० पंडित टीका राम

रमल शास्त्री मोती कटरा आगरा

हम ने इस किताब को सुना सब हाल सच्चा और ठीक पाया है किसी मज़हब से बाहर भी नहीं शास्त्र के मुताबिक़ है.

द० रामू पांडे.